احمد حُلوسی

تجلیات

تجلیات

از احمد
حُلُوسی

میرے تمام کاموں کی طرح یہ کتاب بھی کاپی رائٹ شدہ نہیں ہے۔
جب تک اپنے اصل کے ساتھ منسوب رہتی ہے، اسے آزادانہ طور پر
چھاپہ، دوبارہ تیار، شائع اور اِسکا ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ کے علم
کے لیے کوئی اجر نہیں۔

کاپی رائٹ © 2013 احمد حلوسی تمام حقوق محفوظ ہیں۔

ISBN-10: 0615904572

ISBN-13: 978-0615904573

تجلیات

احمد حُلُوسی

ahmedhulusi.org

مترجم　　کلیم شرما

سرِ ورق کے بارے میں

سرِ ورق کا سیاہ پسِ منظر تاریکی اور لا علمی کی نشاندہی کرتا ہے، جبکہ حجوں کا سفید رنگ روشنی اور علم کی نمائندگی کرتا ہے۔

یہ تصویر کُوفی خطاطی میں لکھے وحدانیت کے الفاظ کی ہے: "لا اِلہ اِللہ محمد رسول اللہ" جس کہ مطلب ہے،

"'خدا' جیسا کوئی تصور نہیں ہے، صرف وہی زات ہے جو اللہ کے نام سے ظاہر ہے، اور محمد ﷺ اُس کے رسول ہیں۔"

خطاطی کا، صفحے پر موجود ہر چیز سے اُوپر اور بالاتر ہونا, منصف کی زندگی میں اِس تصور کی علامتی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

وحدانیت کے الفاظ کی کھڑکی سے چھن کر آتی زمُرد روشنی جو تاریکی سے اُجالوں میں کھُلتی ہے، اللہ کے رسول ﷺ کے نور کو بیان کر رہی ہے۔ یہ روشنی منصف کے الفاظ کے زریعے کتاب کے عنوان میں مجسم اور سفید رنگ میں ملبوس، منصف کی اس موضوع پر بصیرت حاصل کرنے کے مقصد کی عکاسی کررہی ہے۔ جیسے ہی اللہ کے رسول ﷺ کا علم پھیلتا ہے، وہ جو اس علم کا اندازہ لگانے کے قابل ہوتے ہیں بصیرت پا لیتے ہیں۔ اور یہ سرِ ورق کا سفید پسِ منظر سے واضح ہے۔

"کیا وہ جو جانتے ہیں برابر ہیں اُن کے جو نہیں جانتے؟"

القران ۳۹:۹

سوال کرنا نصف ایمان ہے.

محمد ﷺ . شعب الایمان ۶۱۴۸

"وہ جو دیکھ نہیں سکتے، کبھی نہیں جان سکتے کہ دیکھنے کے قابِل ہونا کیسا ہے۔ لہٰذا نظر نہ رکھنے والوں کے اِلزامات بینائی والوں کو روک نہ سکیں۔۔۔"

احمد حُلُوسی

فہرست

مترجم کا پیغام	1
تعارف	3
خول سے مرکز تک	5
مصنف کے بارے میں	45
صوفی اصطلاحات کی لغت	47

مترجم کا پیغام

تعارف

پیارے قارئین---

آج تک بہت کُچھ کہا جا چُکا ہے ۔ کچھ نے وہ لکھا جو اُنہوں نے سُنا، سمجھا اور جانا؛ کچھ نے یہ غیر ضروری سمجھا کہ بہت کچھ کہا جائے اور محض ایک لفظ سے ہر چیز کا اظہار کرنا چاہا-- کچھ نے حق کو تسلیم کیا، کچھ نے انکار-- مگر منکرین کے انکار نے صرف حق کیلیے مزید شواہد فراہم کیئے-

کچھ نے اپنا وقت ایک دوسرے پر تنقید کرنے اور الزام لگانے میں سرف کِیا، یہ دعویٰ کرتے ہوئے کے ’دوسرا‘ غلط تھا اور وہ 'محافظ' ۔ گویا وہاں تحفظ کی کوئی ضرورت موجود تھی --- جبکہ کچھ نے کہا کہ، "چاہے آپ خود کو جتنا بھی الگ جانیں، ہم سب ایک ہیں"--

ہم تمام انسانوں کو دو اقسام میں بانٹ سکتے ہیں- وہ جو خلوصِ نیت سے دوسروں کے بارے میں بھی اتنا ہی سوچتے ہیں جتنا اپنے بارے میں، اور وہ لوگ جو ذاتی مفاد اور دلچسپی کی بِنا پر کام کرتے ہیں--- لیکن دوسروں کے بارے میں اُن کے عمل کی بنیاد پر فیصلہ کرنا یا تنقید کرنا ہمارا کام نہیں ہے- ہم کر بھی کیسے سکتے ہیں، جبکہ یہ آیت صاف کہتی ہے:

"کہہ دیجیئے، 'ہر کوئی اپنے طریق (فطرت) پر عمل پیرہ ہے، تو آپکا رب خوب جانتا ہے کہ کون سیدھی راہ پر سب سے بہتر ہے-"[1]

کامیابی اللہ کی طرف سے ہےجو تمام جہانوں کا مالک ہے-

[1] القرآن ۱۷:۸۴

خول سے مرکز تک

پیارے قارئین---

یہ سطور سکوت و مسرت کی حالت میں لکھی گئی ہیں، ہر زاتی مفاد سے پاک ہو کر، ان لوگوں کی مدد کی نیت سے جو حقیقت تک پہنچنے کی خواہش رکھتے ہیں تاکہ حق کی بہتر تفہیم کی جا سکے۔

میں مندرجہ زیل عرض سے شروع کروں گا

وہ جو آپکا انکار کرتے ہیں اور آپ پر تنقید کرتے ہیں، وہی لوگ ہیں جو حقیقت کو تسلیم نہیں کر سکتے، نہ ہی وہ آپ کو سمجھ سکتے ہیں۔ مگر وہ جو حق کو تسلیم کرتے ہیں، نہ وہ تنقید کرتے ہیں نہ انہیں کسی میں خامیاں نظر آتی ہے۔

ہم بہت سے اہم سنگِ میل سر کریں گے، بہت سے مراحل سے گزریں گے، اور ہمارے صبر کی طے کردہ حقیقت کی منزل کو پا لیں گے۔

جب انسان اپنے نفس کو ترک کرتا ہے، تو وہ قدرتِ الٰہی کو پہنچ جاتا ہے، اور جب وہ اُس سب پر مطمئن ہوتا ہے جو اُسے ملے، تو وہ شاکر غلام کی حالت کو پا لیتا ہے---

قدرتِ الٰہی (امر)[2] ہر خواہش اور مادی دنیا سے منسوب ہر چیز، جیسے کہ کھانے، پینے، اورسونے سےآری ہے---

زاتِ واحد کے حکم کے مطابق ہمارے آقا ﷺ نے عمل و نصیحت کی ہے ’’ کے ہر شخص کو اُسکی عقل کے مطابق ہی مخاطب کرو !‘‘

[2] آسمانی مقدس قوتیں

چناچہ، دورِ رسالت میں اور اُس کے بعد بھی علم و معارفت کے حامل لوگوں نے ہمیشہ کچھ حقائق کا تشبیہ اور نشانات کی صورت میں اِظہار کیا ہے۔ اُنہوں نے تلخ حقیقتوں کی وظاحت کرنے کی کوشش نہ کی، یا وہ راز جن کا اُنہیں علم تھا، اُن کی تشہیر و اِنکشاف نہ کِیا، بلکہ حقیقت کو صداقت کے اگلے علمبردار تک پہنچایا۔

جو اِس بلاوے کا جواب دیتے ہیں، "پڑھو اور سمجھنے کی کوشش کرو! اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے پاس اِختیار ہو تو پہلے اپنے آپ کو پہچانو!"، ایسے لوگوں کومخاطب کرتے ہوئے میں حق کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ حقیقت کو پانے والوں کی نظر میں کسی مخلوق میں کوئی فرق نہیں ہے۔۔۔ بیشک، ہر مخلوق منفرد ہے۔

پیارے قارئین، جان لیں کہ۔۔۔

اہم اورغیر اہم کے تصورات اور انحرافات محض تخلیق شدہ شناخت ہیں! خالق کی نظر میں ہم صرف مخلوق ہیں۔ اچھائی اور برائی متناسب چیزیں ہیں اور انکا معیار صرف تخلیق کے سلسلے میں ہوتا ہے۔ خالق کی نظر میں سب ایک ہیں۔

اِنسان اِس حد تک ارتقاء کرتا ہے کہ وہ اپنی زات کے اِن تصورات اور انحرافات کو چھوڑ دیتا ہے جو کہ مکمل طور پر منحصر ہوتے ہیں، اور وہ اپنی زات کو اللہ کی بارگاہ میں فنا/ وقف کار دیتا ہے۔

چنانچہ بہترین اِنسان وہ ہے جو نہ دوسروں/تخلیق میں کوئی نقص دیکھتا ہے نہ ہی دوسروں میں عیب تلاش کرتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص اپنی سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت کے مطابق عمل کرتا ہے، اور اِسی لیئے اپنے عامال کے نتائج کا سامنا کرتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ یہ الفاظ ایسے لوگوں کا طے شدہ یقین اور رائے کو نہیں بدلیں گے، جن کا مزاج و فطرت انہیں اِس چیز کی اِجازت نہیں دیتا۔ مگر یہ شاید اُن کی مدد کرسکتے ہیں جو حقیقتِ وجود کی طرف لوٹنے کیلیئے لازم حقیقت کو تلاش کر رہے ہیں اور اُسے پانے کے مقدر ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرماتے ہیں، "اے اللہ، کوئی نہیں ہے جو تیرے دیئے کو ٹال سکے، اور کوئی نہیں ہے جو اُسے پا سکے جسے تُو نے

ٹال دیا، اور کوئی تیرے حکم سے اِنکار نہیں کر سکتا۔ تُو ہر چیز پر قادِر ہے اور جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔"[3]

معزز قارئین، جان لیجئے۔۔۔

کوئی ایک مخلوق بھی ایسی نہیں ہے جو بہترین تخلیق نہ کی گئی ہو۔ وہ جو اِس سے ہٹ کے دعویٰ کرتے ہیں، وہ صرف اپنی محدود ادراک کا اِظہار کرتے ہیں۔ تمام مخلوق بہترین ہے، کیونکہ اُن کی خوبصورتی اُن کی تخلیق کے مقصد میں چھپی ہے۔ لوگ اپنے فائدے اور مصلحت کے مطابق چیزوں پر چھاپ لگاتے ہیں۔ اور پھر وہ یہ جواز پیش کرتے ہیں، "اللہ نے خوبصورت اور بدصورت دونوں بنائے ہیں، تاکہ لوگ سبق سیکھ سکیں اور صبر و شکر کریں۔" یہ سچ ہو سکتا ہے، مگر صرف اِس فہم و ادراک کے بنیاد پر، مکمل طور پر نہیں۔

حق یہ ہے کہ خالق نے ہر چیز کو خوبصورتی اور کمال پر پیدا کیا ہے۔ انسان کو صرف اپنے رنگوں کی عینک اُتار کر حق کو کھُلی آنکھوں سے دکھنے کی ضرورت ہے۔ صرف تبھی چیزوں کو اُنکی وقعت کے مطابق صراہا جا سکتا ہے۔

ہمارا راستہ تقسیم کا راستہ نہیں ہے، بلکہ کامل واحدانیت کا راستہ ہے۔ اِس راہ میں کوئی موڑ نہیں ہے؛ جو حق کو حاصل و ملغوب کرنا چاہتا ہےوہ مخلوق میں فرق نہیں کر سکتا۔

عقل والا وہی ہے جو چیزوں کے وجود کا مشاہدہ حقِ الٰہی کی نظر میں کرتا ہے اور مخلوق میں فرق کرنے سے گریز کرتا ہے۔

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جو چیز ہمیں سونپی گئی ہے، اُس میں خیانت نہ کریں، اور اُنہیں بہترین حالت میں رکھیں، جیسا اُنہیں رکھنے کا حق ہے۔ تو پھر کوئی کیسے تفریق کر سکتا ہے، چھاپ لگا سکتا ہے، اور لوگوں اور چیزوں کا فیصلہ کر سکتا ہے؟ ہم پر فرض ہے کہ احکاماتِ الٰہی کو جانیں اور اطاعت کریں، اوررحم و ہمدردی کیساتھ لوگوں کی ہر ممکن حد تک مدد کریں۔

---

[3] بخاری، مسلم

اگر خالق کی نظر میں اُن میں کوئی فرق ہوتا تو یقیناً فیصلہ اُسی کا ہے۔ ہم پر یہ لازم ہے کہ اپنی جگہ کو پہچانیں اور اُس سے تجاوز نہ کریں۔

مخلوق کے درمیان فرق سے ماورہ ہونے کے بعد اگلا مرحلہ دینے کا وصیلہ بننا ہے۔ "ہر حالت و صورت میں دینے والا بننے کی کوشش کریں!" اور کبھی بدلے کی اُمید نہ رکھیں نہ ہی اس بارے میں سوچیں۔ دراصل، خالق سے بدلےکا گُمان بھی نہ کریں۔ پس بنا کسی غرض کے زِندگی کے ہر لمحے میں اچھائی کا آلہ کار بننیں کی کوشش کریں۔

دوسروں کو نقصان نہ پہنچائیں نہ ہی کسی کی تکلیف کی وجہ بنو۔ ہمیشہ اُن کے وجود کی وجہ پر غور کریں۔ نیکی اور بھلائی کا وصیلہ بننیں کی تمنا کرو/رکھو۔ اور اُس بلند مقام کو پانے کی کوشش کرو کہ بظاہر کیڑے یا پتے کی طرح نظر آنے والی کسی چیز کو خود پر ترجیح دو۔

زات کو ترک کرنے اور قربانی دینے کے اُس درجے پر پہنچ جاؤ کہ تم اپنی روٹی کے ٹکڑے کو کسی ایسے کیساتھ بانٹ سکو جِسکا پیٹ بھرا ہوا تو ہے، مگر وہ پھر بھی اُس کی خواہش رکھتا ہے، حتٰی کہ تم کئی دنوں سے بھوکے ہی کیوں نہ ہو۔ اور نہ صرف اپنا دُنیاوی مال و دولت، بلکہ بغیر کسی حصے کے اپنی تمام عبادات کے حاصل و وصول اور فوائد بھی ضرورت مندوں کو بانٹ دو۔ یہی اپنی زات، یا اپنی شناخت کو اپنے عمل سے الگ کرنے کا طریقہ ہے۔

مستقل مزاجی سے کام کریں۔ مگر اِس کوشش کو اپنے لئے نہیں بلکہ مخلوق کی مدد، خالق کی امانت کیلئے کریں تاکہ بھلائی اُن تک پہنچ سکے۔

جہاں بہت سے لوگ زاتی مفاد کی بناء پر اپنے دوستوں کا وِنتخاب کرتے ہیں، وہاں آپ ایسے دوست کا اِنتخاب کریں جو قادرِ مطلق ہے، جسے کسی تخلیق شدہ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن خالق کے سوا کونہو سکتا ہے جسے تخلیق کی ہوئی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے؟ بیشک صرف اُسی کی طرف پلٹیں اور اُسی کے سامنے اپنی ضروریات پیش کریں۔

سوچو، سوچو، اور دوبارہ سوچو، چاہے تم اپنے خیالات کی حقیقت کو نہ بھی پہنچ سکو مگر کم از کم سوچنے والوں کے درجے میں شامل ہو جاؤ۔

اگر تم جو کچھ ہو رہا ہے، اُسکے پیچھے چھُپی حکمت کو سمجھنے سے قاصر ہو، تو کم از کم اعتراض کرنے سے گریز کرو اور اُس وقت تک اِنتظار کرو جب تک معاملات سلجھ نہیں جاتے، ایسا نہ ہو کے تم ایک جذباتی اور غیر دانشمندانہ ردِ عمل ظاہر کرو۔ نہ ہی کوئی جُرم کرو نہ اپنے آپ کو اُس مقام پر لاؤ کہ تمہیں معافی مانگنی پڑے۔

اپنی نفسانی خواہشات کے نتیجے میں پیدا ہونے والے عزائم نفسی شیطان بن جاتے ہیں۔ جو شخص کسی بھی خواہش سے خالی ہو وہ ایسے تعقبات سے بھی عاری ہوتا ہے؛ اپنے نفس کو تعبِداری کی حالت میں چھوڑ کر، اپنے نفس کو مسلمان کرتا ہے۔ چونکہ یہ حالت پا لینے والا ذاتی مفادات سے پاک ہو جاتا ہے چناچہ نہ تو وہ کسی کو نقصان پہنچائیے گا نہ ہی اُسکو کوئی نقصان پہنچے گا۔ لوگ عموماً اُنہی کی طرفداری کرتے ہیں جن سے وہ فائدہ اُٹھا سکیں، اور اگر وہ حقیقت سے دُور ہوں تو وہ عام طور پر تحفہ دینے والوں کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن حق میں دینے والا اور دینے کے عمل کا سبب بننے والا صرف وہ خالق ہے! لہٰذا انسان کو اپنی کسی ملکیت پر نہ تو فخر نہ ہی بھروسہ کرنا چاہئیے، حتّٰی کہ اپنے ایمان پر بھی نہیں، تو اپنے اموال، دوست، اور خاندان کو چھوڑ دیں۔ جہاں آپکو لگتا ہے کہ آپ مؤمن ہیں، وہیں ایک چھوٹی اور بظاہر معمولی نظر آنے والی صورتِحال آپ کے ایمان کو باآسانی ریزہ ریزہ کر سکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "قسم اللہ کی، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم میں سے کوئی ایک شخص اہل جنت کے سے عمل کرتا رہتا ہے ، یہاں تک کہ جب اس کے اور جنت کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو (اللہ کے علم کے مطابق) لکھا ہوا اس پر غالب آ جاتا ہے تو وہ اہل جہنم کا عمل کر لیتا ہے اور اس (جہنم) میں داخل ہو جاتا ہے ۔ اور تم میں سے ایک شخص اہل جہنم کے سے عمل کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو (اللہ

کے علم کے مطابق) لکھا ہوا اس پر غالب آ جاتا ہے اور وہ اہل جنت کا عمل کر لیتا ہے اور اس (جنت) میں داخل ہو جاتا ہے ۔"[4]

لہٰذا، اس مختصر اور عارضی دنیا میں اپنی کسی بھی چیز پر نہ تو اترائیں نہ بھروسہ رکھیں۔۔۔

خالق کے حضور کثرت سے توبہ کریں، لیکن صرف اپنی زبان سے نہیں۔ سچی توبہ اپنی غلطی کا اعتراف اور اس پر ندامت محسوس کرنا ہے۔ تبھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "ندامت ہی توبہ ہے۔"[5]

اگر آپ کی غلطی کسی دوسری مخلوق کو تکلیف پہنچتی ہے، تو آپ اپنی وجہ سے پہنچنے والے نقصان کی تلافی کرنے کی کوشش کریں اور ان سے معافی مانگیں۔ سب سے نمایاں عمل اپنی نیکی کے ذریعے کسی کے لیے خوشی کا سبب بننا ہے۔ کسی بیمار کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے محض ایک گھنٹا سرف کرنا ہزار راتوں کے قیام سے کہیں افضل ہے۔ کیونکہ فارغ وقت میں عبادت میں مشغول ہونا نفل عبادت ہے مگر کسی ایسے شخص کے پاس جانا جسے ضرورت ہو، ایک فرض ہے۔ لہٰذا، خالق کی بارگاہ میں مخلوق کا مقصدِ وجود کو پانے کیلئے خدمت کی کوشش کریں۔ لوگوں کی نظر میں کسی شخص کی قدر پیدا کرنے والا سے قربت کے لحاظ سے ہے۔۔۔ اس لئیے اپنی قربت اور پلٹنے کا مرکز اپنے رب، اپنے جوہر کو بنائیں۔ آپ کے بظاہر، شکل و صورت، عمر وغیرہ با معنی نہیں ہیں، بلکہ آپ کا حقیقت کو لے کر علم و فہم اہم ہے۔ تو سوچئیے کہ آپ کی حق کو سمجھنے کی صلاحیت کے لحاظ سے وقت نے آپ کے ساتھ کیا تعاون کیا ہے۔

پیارے قارئین، جان لیں۔۔۔

وقت آگیا ہے کہ سب وحدتِ مطلق اور اتحاد کی راہ پر متحد ہو جائیں۔ اس رستے پر فرقوں اور مذاہب کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ اس رستے پر ہر رنگ متحد ہے۔ انسان کے مذہبی اور معاشرتی پسِ منظر سے بالاتر، اگر ان کا مقصد اللہ اور انسانیت کی خدمت ہے تو وہ اس راہ کے مسافر ہیں۔ اس راستے کی واحد شرط مخلوق کی مدد کرنا ہے، ہر حالت و

---

[4] صحیح المسلم ۶۷۲۳

[5] ابنِ ماجہ ۴۲۵۲

صورت میں حق تک پہنچنا اور اس تک پینچنے کیلئے بھلائی کا ذریعہ بننا ہے۔

اس راستے کے مسافروں پر غرور، تکبر، اور سستی غالب نہیں آنی چاہئے۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں؛ دوسروں کو خود پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہ جھوٹ اور توہم پرستی سے دور ہوتے ہیں۔ وہ صرف انسانیت سے بھلائی کیلئے کام کرتے ہیں۔ بجائے اسکے کہ وہ اپنا وقت بیکار چیزوں میں ضائع کریں، وہ اسے انسانیت کی خدمت میں صرف کرتے ہیں۔ مخلوق میں سے کوئی بھی ان سے ذیادہ امیر نہیں ہوتا؛ ان کے پر ہوتے ہیں! وہ ہر ایک کو ان کے تخلیقی مقصد کے مطابق سنتے ہیں اور ان سے ہمدردی رکھتے ہیں، پھر بھی وہ حق کے بلاوے کے سوا کچھ نہیں سنتے۔

وہ جانتے ہیں کہ ہر چیز جو وجود رکھتی ہے، خالق کے مظاہر پر مشتمل ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ مظاہر مسلسل تبدیلی کے تابع ہیں اور کوئی نہیں جان سکتا کہ اگلی عکاسی کیسے ہوگی۔

"ہر روز ھُو (وہ؛ اللہ، وجود کا جوہرِ مطلق) کسی معاملے میں ہوتا ہے (اپنے آپ کو ایک اور طریقے سے ظاہر کرتا ہے![6]"(

چناچہ، وہ جانتے ہیں کہ قابل مشاہدہ اور ناقابل مشاہدہ، ہر چیز میں زندگی ہے۔ سب زندہ ہے، سب زندگی سے بھرا ہوا ہے...

"کوئی چیز نہیں جو اسکی حمد (اس کے ناموں کے ساتھ تخلیق کردہ مادی دنیاؤں کی تشخیص، جیسا وہ چاہے) کرتے ہوئے اس کی پاکی (تسبیح) نہ بولے، ہاں تم اسے سمجھتے نہیں۔"[7]

اس حق کو فہم والوں کے علاوہ کوئی اور نہیں سمجھ سکتا! حق کی پردہ پوشی صرف دو طرح کے لوگ ہی کرتے ہیں۔ جو اس سے ناواقف ہیں اور اس لیے نادانستہ اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ یا وہ لوگ جو اسے دانستہ طور پر چھپاتے ہیں، ان سے جو اس پر الزام لگانا اور بدنام کرنا چاہتے ہیں.

---

[6] القرآن ۵۵:۲۹
[7] القرآن ۱۷:۴۴

پیارے قارئین---

جہنم ایک ایسی حالت ہے جس میں انسان کے شعور اور جسم کو تکلیف ہوتی ہے، جبکہ جنت نعمتوں کی حالت ہے۔ اس میں کوئی لکڑی یا کوئلہ نہیں ہے۔ آج کی اصطلاح میں جس چیز کو جہنم کہا جاتا ہے وہ درحقیقت سورج ہے۔ اس کے مرئی سپرا اٹامک سیلف کے لحاظ سے نہیں، بلکہ اس کے ذیلی ایٹمی ریڈیل طول و عرض لحاظ سے۔ زمین سورج میں کھینچی جائے گی، جو اس وقت تک پھیلے گا جب تک کہ یہ مریخ تک نہ پہنچ جائے اور اسے اپنی لپیٹ میں لے لے۔ یہ زمین کے بخارات بننیں کا سبب بنے گا! جو لوگ لامحدود خوشی کی جگہوں پر نہیں جا سکتے، ستاروں کی ذیلی جہتیں جن کا حوالہ نجت کے طور پر دیا گیا ہے، ہمیشہ کیلئے سورج میں قید ہو جائیے گا۔ قرآن میں جسے صموم کا حوالہ دیا گیا ہے، جو سورج کی طرف سے خارج ہونے والی تابکاری کی زہریلی لہریں ہیں، وہ ان لوگوں کی ہولوگرافک لہروں کی لاشوں پر جو اس میں پھنس جائیں گے، ان لوگوں پر مسلسل تشدد کریں گی، ان کی تکلیف کا سبب بنیں گی۔ شیطانی صفات کے جنات بھی یہاں ہوں گے اور وہ کمزور انسانوں کے ساتھ کھیلیں گے۔

جہنم کے رہنے والوں میں سے کچھ لوگ, لوگوں کے اعمال کی شخصی صورت ہوں گے۔ اگر ہم یہ سمجھانے کی کوشش کریں کہ جہنم سے متعلق استعاروں کا مطلب کیا ہے، تو یہ حیران کن اور ناقابل فہم ہوگا۔ جنت اور جہنم کی زندگی، دونوں خواب کی کیفیت کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ یہ دونوں الفاظ صرف استعاراتی حوالہ جات ہیں، جنہیں سمجھا جانا ضروری ہے، اور یہاں ایسا کرنا ممکن نہیں ہے، کم از کم اسکی مکمل حد تک نہیں۔

حدیث "جہنم کی لکڑی اور کوئلہ (ایندھن) دونوں انسان ہیں" اور "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنت میں، میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا۔"[8] اس کی طرف اشارہ ہیں۔

---

[8] البخاری ۷۴۹۸

"اور ان کا ربّ انہیں پاکیزہ شراب پلائے گا(حقیقت کے سامنے آنے کی وجہ سے ہونے والی خوشی کی حالت[9]"۔(

اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ ان کا رب انہیں حقیقی محبت تجربہ کرنے کی توفیق دے گا! جیسا کہ شہد ایمان کی علامت ہے، دودھ علم لڈونی (اسمأ الحسنٰی کی صلاحیت سے متعلق علم جس پر انسان کا جوہر مشتمل ہوتا ہے) کی علامت ہے جبکہ پانی غناسطیت (معارفت اللہ) کا استعارہ ہے۔

پیارے قارئین، جان لیں کہ...

ایک قرآن کی تفسیر ہے، اور پھر اس کی ہے اصل معنی ہیں... قرآن کی تفسیر اس کے خارجی معنی کی توسیع ہے جو کہ برسوں کی محنت اور مطالعے کا نتیجہ ہے۔ دوسری طرف اس کے اصل معنی 'حقیقت کے مباشرت' سے ہی جانے جا سکتے ہیں - جن کو انداللہ (وہ قوتیں جو اللہ کے اسماء گرامی کا شعور، جو کہ انسان کا جوہر ہے، حاصل کرنے کے جہتی ظہور کے ذریعے سامنے لائی جاتی ہیں) سے علم عطا کیا گیا ہے۔ وہ ہر آیت و حدیث کا مفہوم جانتے ہیں۔

"اور نہیں سمجھ سکتے انہیں مگر عقل والے (حقیقت کی وہ مباشرت جن کے ذریعے اللہ سنتا ہے، دیکھتا ہے اور دیکھتا ہے بولتا ہے؛ اولوالباب[10]"(

حقیقت کے مباشرت' وہ لوگ ہیں جنہیں حقیقت کے علم کی رہنمائی کی گئی ہے۔رب الدنیا کی طرف سے ان کے سامنے ظاہر کردہ علم کے ساتھ، وہ ہمیں اصل معنی سے آگاہ کرتے ہیں.

"اور اللہ ہی ہے انکی (صحیح اور درست) تشریح جاننے والا۔ اور پختہ علم والے کہتے ہیں کہ 'ہم ایمان لائے کہ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ اور نہیں سمجھ سکتے انہیں مگر عقل والے"[11]

---

[9] القرآن ۷۶:۲۱
[10] القرآن ۳:۷
[11] القرآن ۳:۷

یہ حقیقت کے یہ مباشرت وہ ہیں جن کی لاڈونی علم (علم جو کسی انسان کے جوہر پر مشتمل، اسماء گرامی کی صلاحیت سے متعلق ہے) کی طرف رہنمائی کی گئی ہے .وہ بغیر کسی پردے کے رہتے ہیں؛ وہ حقیقت کو پا چکے ہیں۔

)"زیتون کے درخت کا) تیل (شعور میں حقیقت کا مشاہدہ) بھڑک اُٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے(فعال تطہیر[12]"---(

یہ ایک خدائی عطا ہے، ایک فضل ہے---

"یہی اللہ کا فضل ہے؛ جسے چاہے عطا کرے۔"[13]

اور کوئی بھی یہ سوال نہیں کر سکتا کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔

"اس سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی جاتی (حساب کے لئے بلایا جاتا ہے) اس پر جو وہ کرتا ہے!"[14]

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے سمندر کے بارے میں محض سنا ہے۔ تمام ان کا علم ان کی سنی ہوئی باتوں پر مبنی ہے۔ اس کے بعد کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اسے دیکھا ہے، لیکن تیرنے کی نااہلی کی وجہ سے، وہ صرف ساحل پر چلے ہیں، شاید گھٹنے تک چلے گئے ہیں۔ اور پھر کچھ ایسے ہیں جو تیرنا جانتے ہیں اور وہ دور تک تیرتے ہیں۔ پھر بھی ان سب سے آگے، کچھ ایسے بھی ہیں جو تقریبا سمندر بن چکے ہیں، وہ گہرائی میں اور دور تک تیرتے ہیں اور ہر وقت نئی چیزیں دریافت کرتے ہیں۔

حقیقی علم کے حوالے سے لوگ اس طرح ہیں۔ بعض نے صرف اس کے بارے میں سنا ہے، کچھ نے قرآن پڑھا ہے اور اس کے احکامات کو پورا کرنے اور حرام چیزوں سے پرہیز کرنے کو ہی کافی سمجھا ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت کا یہی حال ہے۔

---

[12] القرآن ۲۴:۳۵
[13] القرآن ۵:۵۴
[14] القرآن ۲۱:۲۳

لیکن پھر کچھ ایسے بھی ہیں جو زیادہ کوشش کرتے ہیں اور اس کی تمام پیچیدہ باریکیوں پر عبور حاصل کرنے کا عہد کرتے ہیں۔انہیں 'ابرار' کہا جاتا ہے۔

اور بھی ہیں جو بہت زیادہ قابلیت رکھتے ہیں اور اللہ ان پر فضل کرتا ہے۔ وہ بھی دور دور تک تیرتے ہیں اور اس طرح خدائی رازوں کو دریافت کرتے اور سمجھتے ہیں۔ انہیں 'مُقرِبون' کہا جاتا ہے۔ یہ چنے ہوئے لوگ ہیں۔

"اللہ اپنے لیے چنتا ہے جسے چاہتا ہے---"[15]

وہ اچھا سوچتے ہیں اور اپنے رب کے حوالے سے اپنے مفروضوں کی بنیاد، کمال پر رکھتے ہیں! وہ اِس حدیث قُدُسی کے مطابق عمل کرتے ہیں:

"میں ویسا ہی ہوں جیسا کہ میرا بندہ میرا گمان کرتا ہے---"[16]

اور اس آیت پر:

"بیشک کچھ گمان گناہ ہوتے ہیں! (دوہرے پن کی طرف لے جاتے ہیں)---"[17]

پیارے قارئین، جان لیں کہ---

خالق اپنی مخلوق کو مسلسل بے شمار نعمتیں مہیا کر رہا ہے۔ سب سے پہلے، ظاہری سطح پر، وہ آپ کے جسم کے لئے کھانے پینے کی فراہمی کرتا ہے. پھر وہ آپ کے شعور کیلئے عقل فراہم کرتا ہے۔ اور پھر ہر موقع پر ایک نئے اظہار کے ذریعے وہ آپ کے مادی اور روحانی جسموں کیلئے فراہمی جاری رکھتا ہے۔ ہم عنایتوں کی فہرست جاری رکھ سکتے ہیں، لیکن فی الحال ہم ان تینوں کے ساتھ ہی کفایت کرتے ہیں۔ ہر عنایت وصول کرنے والے کی فطرت کے مطابق ہوتی ہے، ہر بار اسے تھوڑا سا زیادہ تیار کرتی ہے اور اس کے جوہر کے قریب لے جانے کے

---

[15] القرآن ۴۲:۱۳
[16] البخاری ۷۴۰۵
[17] القرآن ۴۹:۱۲

قابل بناتی ہے۔ اگرچہ یہ نعمت عام ہو سکتی ہے لیکن ہر ایک اپنی صلاحیت اور مہارت کے مطابق نعمت وصول کرتا ہے۔ ایک بڑی پلیٹ میں ظاہر ہے کہ مزید کے لئے جگہ ہوگی. اس کا انحصار اس شخص کی صلاحیت پر ہے۔

"اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق (مبهم زندگی کا محدود رزق اور اپنی اندرونی حقیقت اور اس کے فوائد کے احساس سے متعلق لا محدود زندگی کا رزق) دیتا ہے"[18]

رسول اللہ ﷺ نے تین مختلف اقسام کی مٹی کے بارے میں بات کی ہے جن پر بارش ہوتی ہے۔جب بارش ہوتی ہے تو تمام مختلف زمینوں پر ان کے درمیان امتیازی سلوک کیے بغیر یکساں بارش ہوتی ہے۔ اگر بارش پتھروں پر پڑتی ہے تو وہ ان پر سے پھسل جاتی ہے کیونکہ پانی جذب کرنا پتھروں کی مادی فطرت میں نہیں ہے۔ کچھ مٹیاں ایسی ہیں جو پانی کو تالاب یا کنوؤں کے طور پر محفوظ رکھتی ہیں اور لوگ اس سے پینے، اپنے جانوروں اور فصلوں کو اس سے پانی دینے وغیرہ کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایسی مٹی پر بارش ہوتی ہے جو پانی کو جذب کر لیتی ہے اور مختلف اقسام کی پیداوار دیتی ہے۔

لوگ بھی مختلف قسم کی فطرت کے ہوتے ہیں۔ بعض لوگ الہامی حکمت اور تنبیہ کو نہیں سمجھتے، کچھ ان سے بہت زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور کچھ نہ صرف فائدہ اٹھاتے ہیں بلکہ بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچاتے ہیں۔

ان میں سے آپ کون سے ہیں؟

پیارے قارئین، جانتے ہیں کہ۔۔۔

آپ کا فرض اپنے آپ اور اپنے ارد گرد دونوں کے لئے فائدہ مند ہونا ہے۔ کوئی بھی زمین پر ابدی طور پر نہیں رہا ہے۔ ہر پیدا ہونے والا وجود اپنے فطری مزاج کے مطابق ترقی سے گزرتا ہے اور پھر کسی وقت اپنی اصل میں واپس آتا ہے۔

---

[18] القرآن ۲:۲۱۲

"کہیئے، ہر کوئی اپنے آداب (فطری مزاج؛ فطرت) کے مطابق کام کرتا ہے۔"[19]

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "ہر شخص اس کے مطابق کام کرتا ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے اور وہ کام کرتا ہے جو اس کے لیے آسان کیے گئے ہیں۔"[20]

لہٰذا، انسان کی زندگی اسی کے مطابق تشکیل دی گئی ہے جو اسے جینا ہے۔

لیکن اگر اس شخص نے اپنے راب کے احکامات کے برعکس زندگی گزاری ہے تو کیا ہوگا؟ اس انسان کا کیا ہوگا؟

بلاشبہ وجود کی مختلف حالات کے لیے مختلف صورتیں تخلیق کی گئی ہیں۔ لاب کے باغ کے لئے شبلی، گوبر کے لئے گوبر کی بھونڈی، آگ کے لئے سلامینڈر۔۔۔ نہ وہ پسند کرتے ہیں جو کسی اور کو پسند ہو؛ ہر ایک دوسرے سے مکمل طور پر مختلف ہے۔۔۔کوئی اس آگ میں جلتا ہے جس میں دوسرا پھلتا پھولتا ہے، کوئی گلاب کی بو برداشت نہیں کر سکتا، وغیرہ۔۔۔ رنگوں کی طرح۔۔۔ وہ سب مختلف ہیں۔۔۔

اس لئے جو بھی تمہاری تقدیر ہوگی، تم اس سے متعلقہ اعمال میں مشغول ہو جاؤ گے اور اس طرح اپنی لازم حقیقت کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ لیکن کچھ نایاب لوگ ایسے ہیں جو مخالفین کو متحد کرسکتے ہیں! ان کے پاس وسیع صلاحیتیں ہیں جن سے وہ ایک دوسرے سے مخالفت میں نظر آتی چیزوں کو آپس میں ضم کر سکتے ہیں۔ان کی نظر میں سب کچھ ایک ہے. وہ اس آیت کو اچھی طرح سے سمجھتے ہیں:

"کہو اللہ، پھر انہیں انکی بیہودگی (ان کی مکروہ دنیا) میں کھیلتا چھوڑ دو۔"[21]

---

[19] القرآن ۱۷:۸۴

[20] فیض القدیر

[21] القرآن ۶:۹۱

وہ جانتے ہیں کہ ہر قابل مشاہدہ چیز خالق کی عکاسی کرتی ہے۔ یہاں تک کہ خصوصیات بھی اسی کی عکاسی ہیں۔ اور یہ سب صرف ایک زاتِ واحد کی عکاس و مظہر ہیں، الٰہیِ اکبر، اللہ کی۔ لہٰذا انسان کو مخلوق جو خدائی کا عکس ہے، اس میں کوئی فرق نہیں کرنا چاہئے۔۔۔ کیا یہی وجہ نہیں ہے کہ قرآن نے اس پر زور دیا ہے:

"ہم اس کے رسولوں کے درمیان (وہ طریقے جن سے اللہ کا علم ان پر نازل ہوا) کوئی فرق نہیں کرتے۔۔۔"[22]

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب ایک ہی جگہ سے ماخذ ہیں!

آنکھ جس چیز کا 'مختلف' کے طور پر مشاہدہ کرتی ہے، وہ دراصل چراغوں کی الگ شکل و صورت کی وجہ سے ہے، لیکن حقیقی حکمت رکھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان ظاہری اختلافات سے قطع نظر، وہ سب ایک روشنی ہی منتقل کرتے ہیں۔ ان کی بیرونی شکلیں مختلف اسلیئے ہیں کیونکہ انہیں اس طرح ڈیزائن کیا گیا ہے، لیکن ان سب کی توانائی ایک جیسی ہے۔ ایک ہی بجلی ان کے اندر بہتی ہے۔ لیکن صرف بصیرت والے ہی یہ دیکھ سکتے ہیں۔

پس، اب تک میں نے تفصیلی طور پر وضاحت کی ہے کہ زاتِ واحد کی عکاس مخلوق میں کیسے اور کیوں کوئی فرق نہیں ہے، اگر آپ نے ابھی تک اس بات کو نہیں سمجھا تو میں آپ سے آج ایسا کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔

"اور یہ مثالیں (علامتی زبان) ہم لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ وہ غور کریں"[23]

لیکن اگر تم اب بھی ناکام ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ رب وہ کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

جب بندہ اس سادہ سی سچائی کو سمجھ لیتا ہے تو وہ اپنے رب سے راضی ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ "اگر تو چاہے تو مجھے معاف فرما یا مجھے سزا دے؛ مجھے اپنی خوشیوں سے بھری جنت میں داخل کر دے

[22] القرآن ٢:٢٨٥
[23] القرآن ٥٩:٢١

یا مجھے جہنم کے دکھ میں ڈال دے، اگر تو چاہے۔ ہر چیز آپ کی خدمت میں ہے،" اور اپنے رب کے ذکر (یاد) میں مشغول رہتا ہے۔ وہ اپنے رب کے عکس و مظاہر پر غور کرتا ہے، تاہم اس کے جوہرِ مطلق (زات) پر غور کرنے سے گریز کرتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں کہ "وہ اکبر ہے، سب سے بڑا ہے۔"

پھر بھی وہ اپنے عکس کے حوالہ سے 'اکبر' کا لفظ استعمال نہیں کرتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ لفظ صرف اللہ، اس کے جوہرِ مطلق ہی کیلئے ہو سکتا ہے۔ عکاسی نسبتاً عظیم ہو سکتی ہے، لیکن 'سب سے بڑی' نہیں۔ اس طرح وہ اپنے رب کے عکس کی حقیقت کو سمجھتا ہے۔ وہ نہ تو کسی کی تردید کرتا ہے، نہ ہی کوئی تنقید کرتا ہے، اور نہ ہی اپنے آپ کو ان چیزوں سے محدود رکھتا ہے۔ پس وہ صرف اپنے رب اور رسول ﷺ کو جانتا ہے۔

"... اگر اللہ چاہتا تو یقیناً تمام انسانوں کو (ایک سی) ہدایت دے دیتا!"[24]

لیکن اگر وہ ایسا کرتا تو پھر باقی سب خدائی نام کیسے ظاہر ہوتے؟

کیا آپ نے یہ حدیث نہیں سنی:

"میں قسم کھاتا ہوں اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تمہیں اٹھا لیتا اور تمہاری جگہ ایک ایسی قوم لے آتا جو گناہ کرتی، پھر اللہ سے معافی مانگتی تو وہ انہیں معاف کر دیتا"[25]

پھر وہ رواداری کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ جائے گا۔ اب اسے نہ تو کوئی ناقص لگے گا اور نہ ہی کوئی نقص نظر آئے گا تاہم وہ اس حال پر فخر نہیں کرے گا اور نہ ہی اس پر بھروسہ کرے گا۔ کیونکہ وہ جان لے گا کہ اللہ ہی اسے یہ حالت عطا کرتا ہے۔اس وقت یہ 'بے رنگ' شخص کہے گا:

---

[24] القرآن ۱۳:۳۱
[25] صحیح مسلم ۲۷۴۹

"بیشک، میں نے اپنا چہرہ (اپنا شعور دیوتائی کے تصور سے پاک کر کے) فاطر کی طرف موڑا (وہ جو ہر چیز کو اسکے مقصد کے مطابق تخلیق کرتا ہے) جس نے آسمان وں اور زمین کو بنایا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔"[26]

اب اس شخص کی نہ کوئی خواہش ہوگی اور نہ ہی اسے اپنی حالت کے بارے میں کوئی شکایاتیں ہوں گی۔ وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتا ہے جب حکمِ الٰہی کہتا ہے:

"جو میری دی ہوئی قسمت سے خوش نہیں ہے وہ میرے علاوہ ایک معبود لے لے!"[27]

اس طرح وہ فورا اپنی حالت سے خوش ہو جاتا ہے اور اس آیت کی عکاسی کرتا ہے:

"اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اس سے (خدائی خصوصیات کی عکاسی) راضی ہیں"[28]

رسول اللہ کے چچا حضرت سعد ؓ جن کی دعائیں رسول اللہ کی ایک زبردست دعا کی وجہ سے بلا استثنا قبول ہوتی تھیں، اپنی زندگی کے آخری سالوں میں اپنی بینائی کھو بیٹھے۔ لوگوں نے اُن سے کہا، "تم اپنی بینائی کے لیے دعا کیوں نہیں کرتے؟" ان کا ردعمل ایک ایسی حالت کی عکاسی کرتا ہے جو آسانی سے قابل حصول نہیں ہے۔ انہوں نے کہا، "مجھے میری آنکھوں سے زیادہ اللہ کا فرمان سے محبت ہے!"

ایسے لوگ رب کے علم اور برداشت کی عکاسی کرتے ہیں۔ وہ احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ سرتسلیم خم کرنے والوں کو احتیاط برتنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن کیا ان کا سر جھکانا ان کا احتیاط کا طریقہ نہیں ہے؟

صرف وہی جانتے ہیں کہ احتیاطیں بھی تقدیر سے ہوتی ہیں!

---

[26] القرن ۶:۷۹
[27] تبرانی
[28] القرآن ۹۸:۸

یعنی آپ نے احتیاط کی ہے یا نہیں، یہ بھی تقدیر کا نتیجہ ہے۔ لیکن آپ اپنی قسمت کو عمل کو مکمل کرنے کے بعد ہی جان سکتے ہیں، اور اس لیے، کوئی بھی تقدیر پر الزام نہیں لگا سکتا۔

لہٰذا، تقدیر کے مطابق، آپ یا تو احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ آپ یہ تب ہی سمجھ پائیں گے جب آپ کو ایسا کرنے کا پروگرام دیا گیا ہو۔

"... جس کا سینہ (دل) اللہ تعالیٰ نے اسلام کو سمجھنے کیلیئےکشادہ کر دیا..."[29]

پیارے قارئین...

یہ سب سیکھنے کے بعد اپنے آپ کو پاک کرنے کی کوشش کریں۔ اور شروع کریں:

"جس نے (اپنے شعور کو) پاک کیا وہ کامیاب ہوا"[30]

اگر آپ اپنے دل میں رجحان/جھکاؤ محسوس کرتے ہیں - کیونکہ نیت کا مطلب واقعی دلی رجحان ہے - پھر جان لیں کہ یہ راستہ آپ کی تقدیر کی ضرورت کے مطابق آسان ہو جائے گا۔ لہٰذا اپنا قیمتی وقت اس بات پر ضائع نہ کریں جس پر کل آپ کو پچھتانا پڑے!

"اور اپنے رب کے نام (اور اسکی صفات) کو یاد (ذکر) کرو اور اپنے آپ کو سب سے الگ کر کے (پوری عقیدت سے) اُس کے ہو جاؤ۔"[31]

"اللہ جسے چاہتا ہے اپنے لیے چن لیتا ہے اور جو لوگ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کو (ان کی باطنی حقیقت کی طرف) رہنمائی کرتا ہے!"[32]

---

[29] القرن ۳۹:۲۲
[30] القرآن ۹۱:۹
[31] القرآن ۷۳:۸
[32] القرآن ۴۲:۱۳

اس حالت میں رہنے کی کوشش کریں۔ کوشش کرو تاکہ تم طاقت کے ساتھ اپنے اصل کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اپنی ترقی میں جلدی کرو۔ کیونکہ آپ سیدھے راستے پر ہیں؛ آپ کی تلاش کے نتیجے میں آپ کو رہنمائی ملی ہے۔ سہارے کے ہاتھ اندر اور باہر سے آپ تک پہنچتے ہیں، کیا آپ نے کتاب نہیں پڑھی:

"اور جو لوگ (اپنی انا کے خلاف) ہم تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں، ہم انہیں ضرور اپنی راہوں تک پہنچا دیں گے (انہیں اپنی باطنی ضروری حقیقت کا ادراک کرنے کے قابل بنا کر)۔۔"[33]

اس سے آپ کو اپنی باطنی ضروری حقیقت کا ادراک کرنے میں رہنمائی ملے گی۔ آپ پر سمجھ کے دروازے کھل جائیں گے اور آپ کو سیدھا راستہ مل جائے گا۔

"اللہ تعالیٰ جس کو چاہے (اپنے باطن کا مشاہدہ کرنے کی) راہ دکھائے تو وہی (حقیقت کی) راہ پر ہے۔"[34]

اس طرح کی تفہیم کے بعد آپ کو غیر معمولی طور پر محتاط رہنے کی ضرورت ہے تاکہ شرک کی حالت میں نہ پڑیں اور موجب کے سبب کو نہ الجھائیں، ایسا نہ ہو کہ آپ نادانستہ طور پر موجب کو معبود بنا بیٹھیں!

"اللہ کے سوا کسی معبود (اسکا وجود) کی طرف (طاقت کے بیرونی مظاہر یا آپ کی وہم خودی کی وجہ سے) مت پھرو۔"[35]

جان لو کہ وہ شرک کو پسند نہیں کرتا اور اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ کوئی سچی توبہ نہ کرے۔ اس بارے میں مزید معلومات اللہ کے محمد ﷺ میں حاصل کی جا سکتی ہیں۔

---

[33] القرآن ۲۹:۶۹
[34] القرآن ۷:۱۷۸
[35] القرآن ۲۸:۸۸

"یقینی طور پر شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے!"[36]

اس کے بعد آپ آخر کار ایک ایسی حالت میں پہنچ جائیں گے جہاں آپ کی کوئی شناخت یا کوئی منسلکت باقی نہیں رہے گا۔ صرف خالق ہی رہے گا – اور اس کی مرضی۔

اس حالت میں آپ حقیقت کا مشاہدہ کرنے لگیں گے، تمام وجود غائب ہو جائے گا، صرف اللہ آپ کی نظر میں رہے گا۔ اب آپ کسی پر الزام نہیں لگا سکیں گے اور نہ ہی کوئی غلطی تلاش کر سکیں گے۔ کیونکہ وہ تمام چیزیں جو لاوجودیی سے آئی ہیں وہ عدم ہو جائیں گی۔ نہ دنیا اور نہ آخرت آپ کے لیے اب کوئی جواز نہیں رکھیں گی۔۔۔

آپ کی آنکھیں صرف اُسے دیکھیں گی، آپ کے کان صرف اُسے سنیں گے، آپ کے ہاتھ صرف اُسے پکڑیں گے، آپ کے پاؤں صرف اُسکی طرف چلیں گے، آپ کی زبان صرف صرف اُسی کو بولے گی۔ آپ نے اپنے آپ کو اپنی وہم شناسی سے پاک کر لیا ہو گا، آپ اس میں اپنے آپ کو مکمل قبولیت کی حالت میں فنا کر چکے ہوں گے۔

محتاط رہیں! یہ خوشی اندھی جمعیت کا محتاج نہیں ہے۔ یہاں صبر کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ صبر سے مراد خواہش کے خلاف کسی چیز کو قبول کرنا اور برداشت کرنا ہے۔ گزشتہ مراحل میں صبر کا سامنا تھا، لیکن اس مرحلے میں کچھ بھی ناخوشگوار نہیں ہے! رب نے جو چاہا اور تخلیق کِیا، وہ خوبصورت اور کامل ہے۔ فن اپنے فنکار سے کیسے سوال کر سکتا ہے؟ جب آپ اس مقام پر پہنچیں گے تو آپ کسی پر تنقید یا سوال نہیں کریں گے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ، جنہوں نے برسوں آپ کی خدمت کی، سے ایک بار بھی سوال یا تنقید نہیں کی۔ کیونکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ تقدیر کیا ہے۔ اور یہی وہ مرحلہ ہے جس پر آپ بھی قسمت کے بھید کو سمجھنے لگیں گے۔

آئیے یہاں توقف کریں اور درج ذیل پر غور کریں: دو بیجوں کا تصور کریں جو ایک ہی مٹی میں بوئے گئے ہیں، ایک ہی پانی سے پانی اور ایک ہی کھاد دیے گئے ہیں، لیکن ایک گیہوں کی ٹہنی دیتا ہے جبکہ دوسرا جو کا۔ ایک میٹھا اور دوسرا کڑوا، جب کہ دونوں ایک ہی مٹی میں

---

[36] القرآن ۳۱:۱۳

اگے ہیں اور ایک سے حالات کا سامنا کِیا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں 'پروگرامنگ' تصور میں آتی ہے۔ ایک کو گندم بننے کا لئحہ عمل دیا گیا ہے، دوسرے کو جو بننے کا لئحہ عمل دیا گیا ہے۔ یہ پروگرامنگ وہ ہے جسے عام طور پر 'فطرہ' یا کسی کا فطری مزاج کہا جاتا ہے۔

کسی فرد کی فطرت بنیادی طور پر یہ ہے کہ اسے کچھ مخصوص خصوصیات کی عکاسی اور اظہار کے لئے کس طرح اور کیوں تخلیق و عمل میں لایا گیا ہے۔ تمام بیجوں کو بالکل وہی کھلایا جاتا ہے اور پرورش دی جاتی ہے، جس کی انہیں ضرورت ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ بڑھتے ہیں اور اس کام کو پورا کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں جس کے لئے وہ تخلیق کیے گئے ہیں۔ جس مقام پر یہ مظاہر ختم ہوں گے وہ اس کے ارتقا کے سب سے اونچے مقام کی نشان دہی کرے گا، اِس وقت اس کا رزق ختم ہو جائے گا اور یہ اپنی اصل کی طرف واپس جانے کا سفر شروع کرے گا۔

"ہر کوئی اپنے کینڈے (ترتیبی انداز؛تخلیقی پروگرام) کے مطابق کام کرتا ہے (فطری مزاج؛ فطرہ[37]"۔)

"بیشک، ہم نے ہر چیز ایک اندازے (تخلیقی پروگرام) پر پیدا کی ہے (قدر– قسمت[38]"۔)

اس مقام پر سیکھنے کے لئے بہت سی پُر اسرار چیزوں میں سے ایک یہ ہے کہ آیا فطرت ہے جو کسی کی قسمت کا تعین کرتی ہے یا قسمت جو کسی کے فطرت کا تعین کرتی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں، کیا یہ علم ہے جو کسی چیز کو جاننے کے قابل بناتا ہے، یا یہ کسی چیز کو جاننا ہے جو علم کی طرف لے جاتا ہے۔ اس طرح آپ آیت کی عکاسی کریں گے۔ چناچہ آپ اس آیت پر غور کر سکتے ہیں:

"بیشک تم (کوزے میں پھنسے) اس سے بے خبر تھے اور ہم نے تجھ پر سے پردہ ہٹایا، پس تمہاری نظر (آج کے دور) سے تیز ہے۔"[39]

---

[37] القرن ١٧:٨۴

[38] القرآن ۵۴:۴۹

[39] القرآن ۵٠:٢٢

اور:

"اور وہ تمہارے ساتھ ہے (آپ کے وجود کی ابتدا سے)، تم کہیں بھی ہو (جیسا آپ کی حقیقت اس کے اسماءِ گرامی کے ساتھ موجود ہے--)"[40]

لیکن خبردار! اپنی عاجزی برقرار رکھو، کیونکہ بے شمار ایسی حقائق ہیں جن سے تم ابھی تک ناواقف ہو؛ آپ کا علم اب بھی ناکافی ہے۔ لہٰذا، اس پر غور کریں اور اپنی نامردی کو اپنی خالق کے سامنے پیش کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے دن میں ستر بار معافی مانگتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انہوں نے بھی جوہر مطلق کے جوہر کو نہیں سمجھا تھا جو بمشاہدہ ناممکن ہے۔

چناچہ، ہم کہتے ہیں کہ:

"میرے رب، میرے علم میں اضافہ فرما."[41]

اور پوشیدہ شرک اور غلط مفروضوں سے باز رہیں۔ کوئی سوچ، تصور، خیال یا علم کبھی بھی اس زاتِ باری کا احاطہ نہیں کر سکتا!

"بصیرت (احساس ادراک) اس (کی زات) کا احاطہ (ادراک) نہیں کر سکتی، لیکن وہ ان تمام چیزوں کا ادراک کرتا ہے جنہیں آنکھیں دیکھ سکتی ہیں۔"[42]

یعنی، کوئی مخلوق، خالق کا ادراک نہیں کر سکتی۔ کیا کسی فن پارے کے لئے اپنے فنکار کا ادراک کرنا ممکن ہے؟

خارجی اندرونی ہے اور اندرونی بیرونی ہے! یہ خیال کہ دونوں مختلف ہیں ایک غلط فہمی ہے، آنکھ کی نااہلی کی وجہ سے ایک غلط مفروضہ ہے۔ ہم کسی چیز کے قابل فہم حصے کو 'خارجی' اور ناقابل فہم

---

[40] القرآن ۵۷:۴

[41] القرآن ۲۰:۱۱۴

[42] القرآن ۶:۱۰۳

پہلو کو 'اندرونی' کہتے ہیں جبکہ وہ ایک ہی چیز کے دو حوالے سے ہیں! یہ آنکھیں ہیں جو انہیں دو حصوں میں الگ کرتی ہے۔ حقیقت میں، ہر چیز ایک اتحادِ کامِل کی صورت ہے، جو مسلسل اس ذاتِ واحد کی خصوصیات کی عکاسی اور اظہار کرتی ہے. اور جب تمام مظاہر ختم ہو جائیں گے تو صرف اللہ ہی کی ذات رہے گی۔ اور یہاں تک کہ یہ ہر مثال پر ہوتا ہے۔ وجود مالک کی ملکیت ہے۔ بظاہر قابل فہم نظر آنے والی تمام صورتیں محز ہماری آنکھوں کے اندازے ہیں۔

خودمختاری کس کے پاس ہے؟ وہ ذاتِ واحد جو تمام عکاس کو ختم کرے گا!

یہ سب اس حکم کے نتیجے میں کیے گئے مشاہدات ہیں کہ، "مرنے سے پہلے مر جاؤ!"[43]

پیارے قارئین---

اگر آپ اپنے طور پر کچھ نہیں کر سکتے تو ایک عالم تلاش کریں، جو جوہر تک پہنچ گیا ہے! اگر آپ پیاسے ہیں تو چشمہ آپ کے پاس نہیں آئے گا، آپ کو اسے تلاش کرنا چاہئے! یہی آپ کو راستہ دکھائے گا!

"بیشک ہم نے (نیچے کے) زمین کے آسمان (جنت؛ تشکیل شدہ انسانی دماغ کے مطابق) کو تاروں (فلکیاتی اعداد و شمار) کے سنگھار سے آراستہ کیا۔ اور محفوظ کر دیا اس (زمین کی فضا) کو ہر سرکش شیطان سے (پاکیزہ شعور مکروہ محرکات کی پہنچ سے باہر ہے)۔"[44]

جو جوہر تک پہنچے ہیں وہ ستاروں کی طرح ہیں؛ وہ غور و فکر کے آسمان کے ستارے ہیں! وہ شیطانی وسوسوں، مفاد پرستی اور برے خیالات سے محفوظ ہیں اور ایسے مقامات پر متعین ہیں جہاں تک جِن بھی نہیں پہنچ سکتے۔ وہ اللہ کے محفوظ دوست بن گئے ہیں۔

لہٰذا، اِن میں سے کسی ایک کے ساتھ اپنے راستے کو درست اور مستحکم کریں۔

---

[43] دا بیزلز آف وزڈم، ابن الاعرابی

[44] القرآن ۳۷:۶،۷

"اور ستاروں (اہل حقیقت، حدیث: میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں، جس کی تم پیروی کرو گے تو تم حق تک پہنچ جاؤ گے') سے وہ راہ (ہدایت) پاتے ہیں۔۔۔!"[45]

تو، اگر آپ راستہ تلاش نہیں کر پا رہے تو ستاروں کی ڈھونڈیں اور ان کی پیروی کریں ... آپ کی ہدایت رسول ﷺ، آپ کا آقا قرآنِ مجید، اور آپ کا تعلق حقِ مطلق سے ہو۔

لیکن یاد رکھیں، کوئی بھی فانی آقاِ مطلق نہیں ہو سکتا! زیادہ سے زیادہ وہ رسول اللہ ﷺ کے جانشین ہو سکتے ہیں اور یہ صرف ان لوگوں کے لیے ممکن ہے جو آپ ﷺ کے کردار کی عکاسی کرتے ہیں۔

"رسول ﷺ پر نہیں مگر (حق اور اس کی ضروریات کے علم؛ حکم؛ پیغام کی) اطلاع دینا۔"[46]

ابن عربی نے اپنی کتاب بیزلز آف وزڈم میں حق کے بارے میں بات کی ہے۔ کوئی مالک ہونے کا دعویٰ کرنے کی جرات کیسے کر سکتا ہے، جب کوئی ڈرانے والے، مخبر، خوشخبری دینے والا اور گواہ بننے والا ہی نہیں؟

مجھے یہ بات بہت حیران کن لگتی ہے کہ لوگ مرشد ہونے کا دعوے کرتے ہیں جب قرآن بھی انہیں مرشد کہہ کر مخاطب نہیں کرتا اور یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی کبھی اس طرح کے دعوے نہیں کیے!

مجھے یہ دیکھ کر دھچکا لگتا ہے کہ وہ لوگ، جو اپنی تمباکو نوشی کی عادت کو بھی ترک نہیں کر سکتے، وہ مرشدیت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے اوپر قرآن پاک کا زمہ لے لیتے ہیں!

بے شک ہم ایک ایسے دور میں رہ رہے ہیں، جہاں اندھے، ہاتھی کی تفصیل بیان کر رہے ہیں۔

---

[45] القرآن ۱۶:۱۶
[46] القرآن ۵:۹۹

یہ بات عام ہو جانے دیجیئے کہ تمام راستوں کے ضم ہونے کا وقت آگیا ہے۔

جلد ہی آیت "اے بالا پوش اوڑھنے والے"[47] سے مخاطب ہونے والے لوگ سامنے آجائیں گے اور دعوے کرنے والے عیاں ہو جائیں گے۔

پیارے قارئین---

وہ جس کے پاس علم ہو، جو جوہر تک پہنچا ہے، اسے تلاش کرو، لیکن کسی پر انحصار نہ کرو! صرف اللہ کے رسول ﷺ پر بھروسہ کرو، اس کی روح سے جڑو اور قرآن کو اپنا آقا اور اللہ کو اپنا دوست بنا لو۔

دینے والا، خواہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ، ہمیشہ وہی زاتِ کامل ہے۔ اگر رب کچھ دینا چاہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ اگر رب نے تمہارے لیے کوئی چیز مقرر نہیں کی ہے تو اگر ساری مخلوق اکٹھی ہو جائے تو بھہ وہ تمہیں وہ چیز نہیں دے سکتی۔

اگر وہ کر سکتے ہیں، تو یہ صرف اس لیے ہے کہ یہ آپ کے لیے پہلے سے مقرر کیا گیا ہے۔ ہر دی ہوئی چیز ایک الٰہی عکاسی الٰہی ہے؛ آپ اس وقت تک نہیں مریں گے جب تک کہ آپ کی تقدیر میں موجود تمام عکاس آپ تک نہ پہنچ نہ جائیں۔ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔!

پیارے قارئین---

الفاظ اور صورتیں مخلوق کا بوجھ ہیں۔

مخلوق، تخلیق شدہ کو اس کے الفاظ، شکلوں، اور صورتوں کی بناء پر اہمیت دیتی ہے۔ لیکن اللہ ان سب سے بالاتر ہے۔ وہ آپ کے قول و فعل کو نہیں بلکہ آپ کے دل اور ارادوں کو دیکھتا ہے۔ آپ آواز بلند رکھیں یا چُھپ کرکسی چیز کے بارے میں سوچیں، اللہ کے لیے سب برابر ہے:

---

[47] القرآن ۷۴:۱

"اور اگر تُو بات کو پکار کر کہے (یا اِسے چھپائے)، تو (جان لے کہ) وہ بھید جانتا ہے اور اُسے بھی جو اُس سے بھی زیادہ چھپا ہے (حقیقی نامِ گرامی جو جدت کی تحریر کرتے ہیں[48]".(

تو اسی کے مطابق غور و فکر کرو... تخلیق کے بارے میں اسی روشنی میں سوچو... نہ کسی کو اپنے سے کمتر جانو اور نہ ہی خود کو کسی سے برتر سمجھو۔

آپ بھی ہر چیز کی طرح عکس الٰہی ہیں۔ اس نے ایک جگہ کسی مخصوص شکل میں اور دوسری جگہ کسی مختلف شکل میں خود کو ظاہر کیا۔ کوئی بھی اس سے سوال نہیں کر سکتا کہ وہ جو کرتا ہے، وہ کیوں کرتا ہے۔

"اس سے نہیں پوچھا جاتا (حساب کتاب کیلئے) جو وہ کرتا ہے۔۔"[49]

بعض دعویٰ کرتے ہیں کہ اس سطر کے ساتھ ایک حدیث بھی جُڑی ہے کہ "تیرا وجود ایک ایسا گناہ ہے جس کا کسی دوسرے گناہ سے موازنہ نہیں ہوسکتا"۔۔ اس سیاق و سباق میں وجود کا لفظ مایاوی شناخت کے حوالے سے ہے، وہ انا جو یہ سمجھتی ہے کہ اس کا اللہ سے جُدا کوئی وجود ہے۔ دوسرے لفظوں میں، یہ فرض کر لینا کہ آپ کا الگ وجود ہے، اور اس طرح شراکت پیدا کرنا، سب سے بڑا گناہ (شرک) ہے۔

کیونکہ حقیقت میں آپ کا وجود الٰہی کا عکس ہے۔ وہ ہر موقع پر اپنے آپ کو ایک اور طریقے سے ظاہر کرتا ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ، الٰہی کا ایک اور عکس ہے، مظہر ہے۔ تو آپ کی جسمانی، حیاتیاتی زندگی، گناہ کیسے ہو سکتی ہے؟

پیارے قارئین، جان لیں کہ۔۔

اللہ نے تمام جہانوں کو اپنے علم سے پیدا کیا ہے۔

تمام عکس و مظہر اسی سے متعلق ہیں۔ پلٹنا اسی کی طرف ہے!

---

48 القرآن ۲۰:۷

49 القرآن ۲۱:۲۳

جب مظاہر کے ختم ہونے کا وقت آئے گا تو تم بھی اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ لیکن کس طرح؟

یقینًا آپ نے "مرنے سے پہلے مر جاؤ" کا حکم تو سنا ہوگا۔ اس کا مطلب ہے، "اپنی لازم حقیقت سے آگاہ ہو جائیں، اس سے پہلے کہ آپ کو ایسا کرنے پر مجبور ہونا پڑے۔"

دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے! جب مومن مر جاتا ہے تو اس قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ لہٰذا، موت کی راہ سے خوشی سے گزریں اور ابدی سکوت و خوشی تک پہنچیں! ابدی سکوت و خوشی موت سے آگے ہے۔ تو، آپ کو کس چیز کا انتظار ہے؟

اگر آپ پوچھ رہے ہیں، "لیکن میں اپنی مرضی سے کیسے مر سکتا ہوں؟" تو میرا کہنا ہے، اپنے وہمی نفس اور اپنے تمام عزائم و خواہشات کو ترک کر کے! اس لاش کی مانند بن جاؤ جس کی اب کوئی خواہش نہیں ہے۔ چیزوں کو چاہنت سے رُک کرو اور اپنی حالت سے خوش رہو۔ بے شک، قناعت ایک بلند مقام ہے۔

"اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اس سے (خدائی خصوصیات کی عکاسی) راضی ہیں-- یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے!"[50]

نہ دنیا کی تلاش کرو نہ آخرت کی طلب۔ اپنی فکر صرف اپنے رب کی امانتوں کی خدمت اور بھلائی کو دوسروں تک پہنچانے کا ذریعہ بنیں میں سرف کرو۔

اگر آپ دعا کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی دعا یہ ہو کہ "اے میرے رب، مجھے اپنی بھلائی کا زریعہ بنا، مجھے اپنے لیے منتخب کرنے والوں میں سے بنا"، تاکہ آپ کے ہاتھ اور منہ سے بھلائی واقع ہو۔

جب آپ کچھ کر رہے ہوں تو اپنے آپ سے پوچھیں، "میں ایسا کیوں کر رہا ہوں؟" دیکھیں کہ آیا آپ کا جواب "اللہ کے لیے" ہے یا "میرے لیے"-- آپ کے دل کا جھکاؤ آپ کی اصلی نیت کو ظاہر کر دے گا۔ یہ دعویٰ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کہ آپ کا ارادہ ایک چیز ہے جب کہ آپ

---

[50] القرآن ۹۸:۸

کے دل کی خواہش کچھ اور ہے، چاہے آپ اس پر یقین کرنے میں خود کو دھوکہ دے رہے ہوں۔۔۔

"عمل کا دار و مدار نیتوں پر ہے"یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے اور آپ ﷺ یہ بھی فرماتے ہیں، "ایک مؤمن کی نیت اسکے عمل سے بہتر ہے"۔۔۔ لہذا، اس بات کو سنجیدگی سے لیں جب تک آپ اپنے آپ سے یہ سوال نہ پوچھ سکیں کہ، "میں یہ کیوں کر رہا ہوں؟" اور آپ کا جواب "کیونکہ میرا رب چاہتا ہے" نہ ہو۔۔۔ لیکن جان لو یہ حالت بھی عارضی ہو گی۔ اگر آپ اہل ہیں، تو کچھ عرصے کے بعد نہ کوئی ارادہ باقی رہے گا اور نہ ہی کوئی سوچ... آپ بہاؤ کے ساتھ چلتے چلے جائیں گے، نہ جانیں گے، نہ ہی یہ جاننے کی ضرورت محسوس کریں گے کہ آپ کہاں جارہے ہیں، صرف بدلتے حالات سے ہی آگاہ ہوجائیں گے۔

پھر آپ ایک ایسی حالت میں پہنچ جائیں گے جس میں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ تمام کام کرنے والوں کے پیچھے کام کرنے والا وہ اکیلا ہے... اس مقام سے الفاظ ناکافی ہوں گے۔

اس سے پہلے آپ کہہ سکتے تھے، "میں" یا "آپ" یا "ہم"، لیکن اس مقام پر ایسے الفاظ مختلف معنی نہیں رکھتے – یہ سب ایک ہی حقیقت کی طرف اشارہ کریں گے۔

پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ جس زمین پر چلتے ہیں، یہ وہی زمین نہیں ہے جس پر آپ پہلے چلا کرتے تھے۔۔۔

"جس دن بدل دی جائے گی زمین (کسی اور جسم) اس زمین (مادی جسم) کے سوا اور آسمان بھی (انفرادی شعور بھی ادراک کے دوسرے نظام میں تبدیل ہو جائے گا[51]"!(

پیارے قارئین۔۔۔

جنید البغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار کہا تھا، "پانی اپنے پیالے کا رنگ لیتا ہے"۔۔۔ یہ تب ہے جب آپ ان کی بات کا اصل مطلب سمجھنا شروع کر دیں گے۔ پانی اس پیالے کی شکل، ذائقہ اور رنگ لیتا ہے جس

---

[51] القرآن ۱۴:۴۸

میں اسے رکھا جاتا ہے۔ کپ کی نوعیت کے مطابق پانی ذائقہ، شکل اور رنگ میں بدل جاتا ہے۔

"بیشک تو اس سے غفلت میں تھا (آپ اپنے خول میں رہ رہے تھے)، تو ہم نے تجھ پر سے پردہ ہٹایا، تو آج سے تیری نگاہ تیز ہے۔"[52]

یہ وہ مقام ہے جس پر یہ آیت ظہور کرے گی اور تم حق کا مشاہدہ کرنے لگو گے۔

پیارے قارئین، جان لیں۔۔۔

حق ہمیشہ ایک ہی حق ہوتا ہے۔۔۔ صرف ایک چیز جو بدلتی ہے وہ ہے اس کے دیکھنے والوں کی سمجھ ہے۔۔۔

پانی ہمیشہ ایک جیسا پانی ہوتا ہے، جو چیز بدلتی ہے وہ نل ہے۔۔۔

پانی کے بارے میں جانیں، مگر اس کے جوہر کو سمجھنے کی کوشش بھی کریں!

اگر تم کو سمندر دکھایا جائے، تو جو کچھ پیالے میں ہے اس سے انکار نہ کرو؛ اگر آپ کو وہ دکھایا جائے، جو برتن میں ہے تو اس سے انکار نہ کریں جو بھاپ میں ہے؛ اگر آپ کو بھاپ دکھائی جائے تو بادل سے انکار نہ کریں۔۔۔ اگرچہ نام اور شکلیں مختلف ہو سکتی ہیں، لیکن ان کا جوہر ایک ہی ہے۔

کم سے کم الفاظ سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کی کوشش کریں تاکہ آپ جلد سمجھ والے ہو جائیں۔

لیکن جان لیں کہ راستے کے آخری سرے تک کوئی نہیں پہنچ سکا، سوائے ان کے جو سمندر میں قطرے کی مانند بن گئے ہیں۔ کبھی نہ کہیں کہ "میں جھیل میں ہوں، میں محفوظ ہوں"، اس کے بجائے دریا اور پھر سمندر تک پہنچنے کی کوشش کریں تاکہ آپ بھی بوند بوند بن جائیں۔

---

[52] القرآن ۵۰:۲۲

ماضی میں بہت سی جھیلیں اور تالاب سوکھ کر غائب ہو چکے ہیں، لیکن کبھی کوئی سمندر غائب نہیں ہوا۔

اگر آپ وہاں جو کچھ دیکھتے ہیں اسے لفظوں میں قید کرنے کی کوشش کریں، تو چاہے تمام سمندر اور ان کی طرح کی ہر چیز سیاہی بن جائیں، تو ایک لفظ لکھنے سے پہلے ہی یہ سب ختم ہو جائیں گے – نہ ہاتھ، نہ منہ اور نہ ہی شعور ان کو سمجھنے کے لیے کافی نہیں ہیں۔

اگر تحلیل کے اس تجربے کے بعد آپ کو ایک فرض سونپا جائے اور آپ کو واپس اپنے مقام پر جانا پڑے، تو سب کچھ اپنی جگہ پر بآسانی آجائے گا، آپ کو ایک بار پھر 'میں' اور 'آپ' کہنا شروع کرنا پڑے گا، لیکن اس بار آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ حقیقتًا کسے مخطاب کر رہے ہیں۔

پیارے قارئین۔۔۔

کبھی کسی شخص یا کسی چیز کو اس کی ظاہری شکل سے نہ پرکھیں، ایسا نہ ہو کہ آپ کو دھوکے میں آجائیں!

شیطان نے صرف آدمؑ کی ظاہری شکل دیکھی اور اس کے مطابق آپؑ کو پرکھنے کی غلطی میں غافل ہوگیا۔

اس نے کہا: "وہ مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، جبکہ میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں۔۔ آگ، مٹی سے افضل ہے، اس لیے میں آدمؑ سے افضل ہوں" اور آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

اپنے تمام تر علم کے باوجود وہ اس بات کو پہچاننے میں ناکام رہا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو عظیم حق عطا کیا تھا، جس سے وہ بے خبر اور لاعلم تھا اور اس کو پہچاننے میں اپنی ناکامی کا انکار کر رہا تھا۔

جبکہ اللہ نے فرمایا:

"پھر جب میں اسے ٹھیک بنا لوں (اس کا دماغ بناؤں)، اور اس میں اپنی طرف سے(اسماءالحسنٰی) روح پھونکوں (اُس ذاتِ باری سے ذریعے

ظاہر ہونا؛ لفظ 'سانس' جو عربی میں 'نفح' ہے، کا لفظی معنی ہے اڑا دینا، یعنی واضح طور پر دکھانا، ظاہر کرنا، عملی شکل دینا[53]"--(

شیطان سے بنیادی طور پر کہا گیا تھا کہ وہ ظاہری شکلوں سے آگے بڑھ کر اور بظاہر آدمؑ کو سجدہ کرتے ہوئے، حقیقتًا اللہ کو سجدہ کرے۔ لیکن وہ جِسے وہ دیکھ نہیں سکتا تھا، اسے قبول نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے چیزوں کو صرف مرئی سطح تک محدود رکھا اور اس کی ادراک کی صلاحیت سے باہر چیزوں کے امکان سے ہی انکار کر دیا۔ اس طرح وہ کافر ہو گیا، یا حق پر پردہ ڈالنے والا۔

صرف وہی جو حق سے ناواقف ہے یا جو حق کو ان لوگوں سے بچانا چاہتا ہے، جو اس کا غلط استعمال و استحصال کر سکتے ہیں، وہی حق پر پردہ ڈالے گا۔ اگرچہ ان دونوں صورتوں میں پردہ پوشی کا عمل شامل ہے، لیکن پہلا فعل کفر ہے جبکہ دوسرا کامل بیداری سے پیدا ہوتا ہے اور ان کا تعلق نبیوں اور صادقین سے ہے۔

چناچہ، کسی بھی چیز سے انکار نہ کریں جو آپ کا دماغ سمجھ نہیں سکتا. صرف یہ کہیے:

"ہم (اس پر) ایمان لائے، (یہ) سب ہمارے رب کے پاس سے ہے"[54]

اور حقیقت کے قریب ہونے کی کوشش کرو؛ ویسے جو جوہر تک پہنچ چکے ہیں۔

جان لو کہ اپنے علم پر عمل کرنے والا وہ نہیں جو سننے، پڑھنے اور سیکھنے والا ہے، بلکہ وہ جو سمجھنے والا ہے۔

بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے سچائی کے بارے میں سنا ہے یا روشن ضمیر ماہرین کے کام پڑھے ہیں؛ تاہم، فہم سے عاری ہونے کی وجہ سے، وہ حقیقت کو سمجھنے میں ناکام رہے ہیں، اور اس لیے انکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حتیٰ کہ بہتان و الزام لگاتے ہیں۔

---

[53] القرآن ۳۸:۷۲
[54] القرآن ۳:۷

تقلید کرنے والے نہیں، عمل کرنے والے بنیں۔

راوی نہیں بلکہ روایت کرنے والا بنو۔

پیارے قارئین---

کہا جاتا ہے، "میرے اولیاء میرے گنبد کے نیچے ہیں، کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں"... کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کون ہیں؟

کچھ لوگ ایسے ہیں جو دنیا اور آخرت سے پرہیز کرتے ہیں؛ وہ سمندر کی گہرائیوں میں غوطہ لگا کر قطرے بن گئے ہیں۔

وہ "اللہ کے اخلاق سے ہم آہنگ" ہو چکے ہیں اور انہیں اب چاہنے یا نہ چاہنے کی کوئی فکر نہیں ہے۔

جب ان کا رب ان سے پوچھتا ہے کہ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں، "جو آپ چاہیں گے،" کیونکہ وہ پچھلے مراحل میں سمجھ چکے ہیں کہ 'نہ چاہنا' بھی خواہش کی ایک شکل ہے! اس کو بھی وہ بھول جاتے ہیں۔ کیا ایک قطرہ سمندر سے کہہ سکتا ہے کہ وہ اسے اِدھر اُدھر لے جائے؟ یہ بس وہیں جاتا ہے جہاں لہریں اسے لے جاتی ہیں۔ اگر حقیقت سمندر ہے تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ لہریں الٰہی کے عکس کی مظاہر ہیں؟

یہ وہ لوگ ہیں جو باقی مخلوقات کے لیے فضلِ الہی کا عکس ہوتے ہیں۔ فضل ان کے ذریعے تخلیق تک پہنچتا ہے۔

"بیشک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے (اللہ کا فضل اس ہاتھ سے آپ تک پہنچتا ہے جو اسے پہنچاتا ہے[55]"۔(

وہ نہ دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ ہی انہیں کوئی نقصان پہنچتا ہے۔ اگر آپ ان سے جانے کو کہیں گے تو وہ چلے جائیں گے اور اگر آپ انہیں آنے کو کہیں گے تو آجائیں گے۔ اگر آپ ان کو ستر بار بھی برخاست کریں، پھرانہیں واپس آنے کو کہیں، تو وہ بغیر کسی رنجش و

---

[55] القرآن ۷:۵۶

غم کے آجائیں گے۔ وہ رب کے دینے والا ہاتھ ہیں۔ وہ لیتے نہیں ہیں. اگر آپ انہیں کوئی تحفہ دیں تو وہ اسے دوسروں کو دے دینگے۔

وہ شہرت اور رتبہ اور ہر قسم کے خطاب سے پرہیز کرتے ہیں۔

وہ لوگوں کو اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی کرنے اور صرف قرآن کو رہنماء ماننیں کی ترغیب دلاتے ہیں۔

اگر آپ ان سے کوئی سوال پوچھیں گے تو وہ اس مشورے کے مطابق جواب دیں گے کہ، "لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق مخاطب ہوں۔"[56]

وہ ایک آئینے کی طرح ہیں – جو بھی ان کو دیکھتا ہے وہ خود کو دیکھتا ہے۔ ان پر جو عیب اور غلطیاں نظر آئیں گی وہ ان کی اپنی خامیاں اور غلطیاں ہوں گی۔

اگر آپ اپنے دور کے دوسرے لوگوں جیسے ہیں، تو آپ اولیاء اللہ کو اپنے آپ سے مختلف نہیں دیکھیں گے ہیں۔ اگر آپ آخرت کے متلاشی لوگوں میں سے ہیں، جو عذاب سے ڈرتے ہیں اور لذت کی خواہش رکھتے ہیں، تو آپ اب بھی انہیں اسی طرح دیکھیں گے۔ اور اگر آپ ان دونوں میں سے نہیں ہیں، بلکہ وہ ہیں جو ان دونوں صورتوں سے آگے نکل چکے ہیں، تو آپ انہیں دوبارہ اپنے پہنچنے کے مقام پر پائیں گے... یہ ان خدائی پردوں میں سے ایک ہے جو انہیں پہچانے جانے سے روکتا ہے۔ دوسرا ان کی جسمانی شکل و صورت ہے۔

چونکہ لوگوں کی اکثریت سوچ کی ایک مقررہ سطح سے تجاوز نہیں کر سکتی، اس لیے وہ اپنے ادراک کے دائرے سے باہر، تخلیق کی بے شمار شکلوں کے بارے میں سوچنے سے قاصر ہیں، وہ جو کچھ دیکھتے ہیں اسی کے مطابق پرکھتے کرتے ہیں۔ اس طرح ایسے فیصلوں سے وہ خود کو دھوکہ دیتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ ان کو نفع دیتا ہے۔ ان کا لباس، طرز زندگی، ماحول اور ان کے ظاہر ہونے کا انداز کسی بھی طرح یہ تاثر نہیں دیتا کہ وہ ولی ہیں۔ انہیں اپنے آپ کو دکھانے اور ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

---

[56] صحیح البخاری ۱۲۷

ان میں سے اکثر نے تقدیر کے رازوں پر بصیرت حاصل کر لی ہے۔ اس لیے وہ دوسروں کے کاموں میں مصروف نہیں رہتے۔ حتیٰ کہ نبیوں کو بھی اپنی نبوّت میں کچھ عرصہ بعد تقدیر کے اسرار سے آگاہ کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی ذمہ داری پوری طرح ادا کر سکیں۔

اگر آپ حق کے پیاسے ہیں تو ان کی تلاش کریں اور تمام تر رکاوٹوں کے باوجود ان کو جاننے کی کوشش کریں... ان جیسے بن جائیں تاکہ آپ کے لیے ''اخلاق الٰہی سے متصف'' بننے کا راستہ کھل جائے۔

یہ لوگ فردیہ ہیں! وہ صرف رسول ﷺ اور اپنے رب کی پیروی کرتے ہیں۔ کوئی ان کے کام میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ وہ ایک دوسرے کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور اکثر ملتے ہیں۔ لیکن وہ جانتے ہیں کہ یہ سب ایک ہی حقیقت کے مظہر ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے شاگردوں سے گفتگو کرتے ہوئے اپنے الفاظ میں فرمایا: "مفرض) فرضیه کے لوگ) تم سے آگے نکل گئے"

وہ نہ تو کسی خاص راستے، نہ ہی کسی مکتب فکر کی پیروی کرتے ہیں۔

غزالی علیہ السلام کی طرح جنہوں نے وفات سے پہلے قرآن کو اپنے سینے سے لگایا اور کہا کہ یہ میری درس گاہ ہے، وہ بھی اسی حق پر زندگی گزارتے ہیں۔

وہ بہتر حالتوں میں آچکے ہیں اور وہ اپنی دھوکہ خیز شناختوں سے 'مر' چکے ہیں، اور اس طرح وہ موت کے بارے میں مزید سوچتے یا پریشان نہیں ہوتے۔۔۔ کیونکہ انہیں دوبارہ موت کا ذائقہ نہیں چکھنا۔۔

"اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکھیں گے (وہ لافانی ہیں)! اور اللہ نے انہیں آگ کے عذاب سے بچا لیا"[57]

---

[57] القرآن ۴۴:۵۶

انہوں نے طویل عرصے سے موت کا مزہ چکھ لیا ہے اور وہ نعمتوں کے درجوں، جنت کی طرف چلے گئے ہیں۔ وہ اپنے رب کے مشاہدے میں مصروف ہیں... ہر لمحہ اپنے رب سے رابطہ رکھتے ہیں... اس طرح اولیاء، صادق، مفرضون، اپنے رب کے پردے میں چھپے ہوئے ہیں۔

پیارے قارئین---

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، "مفرِضون کون ہیں؟" آپ ﷺ نے جواب دیا، "اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے!"

جان لو کہ کوئی بھی مخلوق ایسی نہیں جو اللہ کی پاکی (تسبیح) بیان نہ کرتی ہو:

"کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتے (اس کے ناموں کے ساتھ تخلیق کردہ جسمانی جہانوں کا اندازہ، جیسا وہ چاہے) ہوئے اسکی پاکی (تسبیح) نہ بولے، ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔"[58]

ساری مخلوق مسلسل اس کی تعریف و تسبیح کر رہی ہے۔ کچھ جانتے بوجھتے، کچھ انجانے میں--- انسان، جانور، پتھر، پہاڑ، پودے، ہوا--- سب کچھ! لیکن جن کو علم الٰہی عطا نہیں ہوا وہ اس سے واقف نہیں ہوں گے۔

اس کے کسی نام کے ہر مظہر کی تسبیح اور ہر عکسِ الہٰی، اس کی مادّی شکل اور تخلیق کا مقصد بیان کرتا ہے۔ اگر آپ اہل ہیں تو آپ اس کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ رب ان مظاہر کا خالق ہے جنہیں وہ منعکس کرنا چاہتا ہے۔

یہ غور کرنا ضروری ہے کہ مفرضون کو بیان کرنے کی کوشش میں یہ نہیں کہا گیا کہ وہ تسبیح میں مشغول ہیں یا یہ کہ وہ صبر کرتے ہیں یا وہ حمد میں مشغول ہیں، بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ "وہ اللہ کو کثرت سے یاد (زکر) کرتے ہیں۔"

---

[58] القرآن ۱۷:۴۴

"اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے (یعنی ہر وقت اپنے وجود میں اس کو محسوس کرو[59]")۔

مخلوق کی تسبیح و سربلندی عام طور پر انسان سے مختلف ہے۔ یہ انسان کے حوالے سے ہے جیسا کہ درج ذیل آیت میں واضح ہے:

"بیشک ہم نے امانت (ناموں کے بارے میں ہوش میں رہنا) عطا فرمائی آسمانوں (خود شعاری، انا) اور زمین (جسم) اور پہاڑوں (اعضاء) پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا (ان کے نام کی ترکیبیں اس کو ظاہر کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی تھیں) اور اس سے ڈر گئے مگر آدمی نے (امانت) اٹھا لی (ان ناموں کو ظاہر کرنے کا شعور جو نائب کی تشکیل کرتے ہیں[60]")---

ذکر کا اثر لوگوں کی حالت اور مرتبے کے مطابق بدلتا ہے۔ شروع میں یہ محض زبانی تکرار کے طور پر کیا جاتا ہے، لیکن کچھ عرصے بعد یہ زبان کی بجائے دل کا عمل بن جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں "تفکرانہ ذکر" حقیقی ذکر کا پہلا مرحلہ ہے، اس سے پہلے کے مراحل یہاں سے آگے بڑھنے والے مرحلوں کے طور پر کام کرتے ہیں۔

اس موضوع سے متعلق چند فرمان یہ ہیں:

"ایک گھنٹے کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔"

"ایک گھنٹے کا تفکر ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔"

"ایک گھنٹے کا تفکر ایک ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔"[61]

جب کوئی شخص غور کرنے لگتا ہے تو وہ اس دنیا کو چھوڑ دیتا ہے--- اس کے بعد اس کا ذکر غیب سے اخذ ہوتا ہے (اسماء کو ان کے جوہر کے لحاظ سے دیکھنا)--- اس کا آخرت سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔

---

[59] القرآن ۴:۱۰۳
[60] القرآن ۳۳:۷۲
[61] تفسیر القرآن ۹۷:۳؛ سیرۃ الاسرار و مظہر الانوار، عبدالقادر گیلانی

اس مرحلے کے بعد 'پوشیدہ' (حفی) ذکر شروع ہوتا ہے! یہاں تفکر اسماء کے معانی سے بھی الگ ہے۔ یہ مطلق وحدانیت، مطلق ضرورت کا مقام ہے جس پر غور اور مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

اس سے اگلا مقام اس سے بھی زیادہ پوشیدہ (احفا) ذکر کا ہے۔ نہ الفاظ، نہ ہی قلم میں اس مقام کے بارے میں کچھ کہنے کی طاقت ہے۔ رب ہی اسے جانتا ہے۔ یہ رب کے پاس ہے، رب کی طرف سے۔ یہ رب ہے!

جب کوئی شخص اس پُراسرار روحانی کیفیت کے ساتھ ذکر میں مشغول ہونے لگتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ رب کے پردے میں لپٹا جاتا ہے۔ یہ وہ طرز تفکُر ہے جس کے بارے میں رسول اللہﷺ کا دعویٰ ہے کہ وہ ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ دوسری حدیثیں اس سے پہلے کے مراحل سے مطابقت رکھتی ہیں۔ جیسا کہ بایزید البسطامی نے کہا: "جب میں سفر کے آغاز میں تھا تو وہ مجھے 'دیانت دار' کہتے تھے۔ جب میں اختتام کے قریب پہنچا تو انہوں نے مجھے 'ملحد' کہا!"

خبردار رہیں کہ احکام کے ظاہری پہلو کو ترک نہ کرنا انتہائی ضروری ہے، کیونکہ اللہ کے رسولﷺ نے کبھی ایسا نہیں کیا! عبادت کے تجویز کردہ طریقوں میں ایک اہم سائنسی سچائی ہے، جس کا میں نے انسان کے اسرار میں احاطہ کیا ہے۔

جو لوگ بایزید کو 'ملحد' کہتے ہیں وہ ان لوگوں کی طرح ہیں جن کے پاس گیجر کاؤنٹر ہے (ایک ہاتھ سے استعمال ہونے والا آلہ جو ریڈیو ایکٹیویٹی کو ماپتا ہے) اور وہ ایک بڑے میدان کی تابکاری کی پیمائش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن کاؤنٹر صرف چند صفر دکھاتا ہے۔ اس لیے وہ اخذ کرتے ہیں، 'یہاں کوئی تابکار مواد نہیں ہے'۔ لیکن ان میں سے وہ جو بہتر جانتا ہے کہتا ہے، "شاید یہاں تابکاری موجود ہے، لیکن جس سطح پر جو ہم تصور کررہے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ہمیں ایک مضبوط آلے کی ضرورت ہو سکتی ہے۔" لہذا وہ اپنے آلے کو اپڈیٹ کرتے ہیں اور دوبارہ پیمائش کرتے ہیں، صرف یہ دریافت کرنے کے لیے کہ ریڈیو ایکٹیویٹی کی سطح ان کے اندازے سے کہیں زیادہ ہے۔

اس طرح جو لوگ اس علم سے محروم رہتے ہیں وہ ہمیشہ ان نظریات اور لوگوں پر تنقید یا تردید کرتے ہیں جو انکی اپنی صلاحیت کے دائرے سے باہر ہوتے ہیں۔ یہ تنقیدی نقطہ نظر اور انکار کی بنیادی وجہ ہے۔

انسان ان باتوں کا انکار کرتا ہے جس کو وہ سمجھ نہیں سکتا۔ اور ان لوگوں کے لیے جو کہتے ہیں، "اگر ایسا ہے تو ہم دوسروں کو مثال کے طور پر کیسے لیں گے؟" ہم کہتے ہیں:

صرف ہمارے رسولﷺ کی مثال لو اور صرف قرآن کو رہنماء مانو۔ قرآن آپکو صرف رسول ﷺ کی پیروی کا پابند کرتا ہے۔

جن لوگوں کو آپ سمجھنے سے قاصر ہیں ان پر تنقید یا تردید کرنا آپ کی سمجھداری اور فہم کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ کسی بھی صورت میں، وہ آپ کی پرکھ سے آزاد ہیں۔۔۔

تو اس آیت پر عمل کرو:

"اور اس کا زکر کرو جیسے اس نے تمھے ہدایت فرمائی"[62]

حق کی طرف رجوع کریں اور تفکر حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ یقیناً آپ یہ کام اپنی استطاعت کے مطابق ہی کر سکتے ہیں، تو ان لوگوں کو کیوں جھٹلائیں جن میں آپ سے زیادہ صلاحیت ہے؟ ہر ایک کی ذمہ داری اس کی استطاعت کے مطابق ہے:

"اللہ نہیں ڈالتا کسی پر بوجھ (ذمہ داری) اسکی طاقت (و استطاعت) سے زیادہ"[63]

پیارے قارئین۔۔۔

روح کے بارے میں دریافت کرنے والوں کو بتایا جاتا ہے:

"تم فرماؤ، روح میرے رب کے حکم (امر؛ ناموں کا اظہار) سے ایک چیز ہے۔ اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا (یہ جواب ان یہودیوں کے لیے ہے جنہوں نے یہ سوال کیا[64]"(

---

[62] القرآن ۲:۱۹۸
[63] القرآن ۲:۲۸۶
[64] القرآن ۱۷:۸۵

اور:

"پھر جب میں اسے ٹھیک بنا لوں (اس کا دماغ بناؤں)، اور اس میں اپنی طرف سے(اسماءالحسنٰی) روح پھونکوں (اُس زاتِ باری سے ذریعے ظاہر ہونا؛ لفظ 'سانس' جو عربی میں 'نفح' ہے، کا لفظی معنی ہے اڑا دینا، یعنی واضح طور پر دکھانا، ظاہر کرنا، عملی شکل دینا[65]"--(

ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے 'روح اللہ' (اللہ کی روح) کا لفظ استعمال کیا ہے۔

جیسا کہ دیکھا جا سکتا ہے کہ اوپر والی آیت کا آغاز رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے 'کہو' کے حکم سے ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ "وہ بیان کرو جو میں تمہیں ان یہودیوں کو بتانے والا ہوں جو یہ تحقیق کر رہے ہیں"-- یقیناً رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ روح کیا ہے، لیکن تحقیق کرنے والے اس کیے حق سے بے خبر تھے۔ اس کے علاوہ، وہ اس تاثر کے ساتھ تھے کہ روح کی حقیقت کو کبھی نہیں جانا جا سکتا!

اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کے سوال کا جواب دینے سے گریز کیا اور اس کے بجائے اپنے رب سے علم طلب کیا-- جوکہ بلاشبہ بہترین لاحہِ عمل تھا۔

اگر آپ ﷺ یہ تاثر دیتے کہ وہ نہیں جانتے تو وہ آپ ﷺ کا مذاق و تمسخر اڑاتے ۔ اگر آپ ﷺ ان کے سامنے روح کی حقیقت بیان کر دیتے تو وہ اس کو نہ سمجھ پاتے اور اس علم کا انکار کرتے جو پہلے انہیں نہیں دیا گیا تھا۔

تو ربّ نے ان کے گمان کے مطابق اظہار کیا اور مختصر سا جواب دیا، "روح میرے رب کے حکم سے ہے" اور مزید کہا: "تمہیں علم دیا گیا ہے مگر تھوڑا۔"

---

[65] القرآن ۳۸:۷۲

دوسرے لفظوں میں روح کے بارے میں حق کو سمجھنے کی آپ کی نااہلی کی وجہ سے آپ کو اس کا بہت کم علم دیا گیا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ انکار کی کوشش کریں۔

یہ کہنے ک بعد میں کہوں گا کہ روح تیرے رب کے حکم کا مظہر ہے۔ اس صورت میں بیماری، خرابی، بدعنوانی وغیرہ باطل قرار ہو جاتی ہیں۔ روح درد یا خوشی میں نہیں ہوسکتی! یہ سب دماغ سے نکلتے ہیں۔

'روح اللہ کا حکم ہے" بالکل جبرائیل کی طرح؛ حکم الہی (امر) کے دائرے سے شعور کی ایک شکل۔ ہم سب جانتے ہیں کہ فرشتے نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ تھکاوٹ محسوس کرتے ہیں، نہ سوتے ہیں، اور نہ ہی ان کو اچھا یا برا، بیمار یا صحت مند قرار دیا جا سکتا ہے! یہاں تک کہ اس دائرے میں جنس کا تصور بھی باطل ہے۔ تو کوئی روح کے بارے میں ایسی باتیں کیسے کہہ سکتا ہے جو رب کے حکم سے بھی ہے؟

روح ایک ہے، یہ زندگی کا سرچشمہ ہے۔ یہ ہمارے وجود پر مشتمل ضروری عنصر ہے۔ عظیم روح! مادی روح بھی ہے، جو دماغ سے بنتی ہے۔ روح عظیم اور شخصی روح کے بارے میں تفصیلی معلومات کا احاطہ انسان روح جن اور انسان کے اسرار میں کیا گیا ہے۔

اس موضوع کے حوالے سے لگائے گئے تمام الزامات دماغ سے نکلتے ہیں۔ رب کا حکم ان سب سے بالاتر ہے۔ لہٰذا روح کو بلایا یا پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ صرف رب ہی روح کو پکار سکتا ہے، اور اس وقت روح اپنے جسم کو چھوڑ کر اپنی اصل کی طرف لوٹ جائے گی۔

روح کے بارے میں کیے گئے تمام دعوے فطری مزاج کی عکاسی کرتے ہیں، جو کہ مادی سطح پر دماغ پیش کرتا ہے۔

نہ تو رسول اللہ ﷺ نے اور نہ ہی آپ کے بعد آنے والے اولیاء اور علماء نے کبھی ایسا الزام لگایا ہے۔ چند ایک جنہیں بعد کی نسلوں میں اس موضوع پر کچھ کہنے پر مجبور کیا گیا، انہوں نے اپنے اپنے تجربات بیان کیے، جو ہمارے دور تک پہنچ چکے ہیں۔

ہمارا فرض ہے کہ رب کے حکم سے حق بیان کریں۔ بلاشبہ ہر کوئی اپنے علم کی سطح کے مطابق ہی بات کر سکتا ہے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ ایک سیکھنے والے سے آگے وہ ہے جو زیادہ سیکھا ہوا ہے۔

تو پیارے قارئین...

میں نے اس مختصر کتاب میں کچھ علم آپ کے ساتھ بانٹنے کی کوشش کی ہے۔ جیسا کہ میں نے شروع میں کہا، ہر شخص اپنے تخلیقی مقصد، صلاحیت، اور فہم کی سطح کے مطابق فائدہ اٹھائے گا۔ ہر شخص اپنے رب کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق فائدہ اٹھائے گا۔

یہ تقدیر میں لھا ہوا تھا، سو یہ کتاب لکھی گئی!

وہ رب ہی ہے جو اس کی حفاظت کرے گا اور اسے سمجھنے کی اجازت دے گا۔

میں اپنے تمام غلط گمانوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور اس کی خوشنودی کے لیے اپنی کمزوری کا اقرار کرتا ہوں۔

حمد اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے!

اللہُ اکبر!

احمد حُلُوسی

21.1.1997

جرّہ پاشا ۔ ترکی

مصنف کے بارے میں

احمد حُلُوسی (پیدائش ۲۱ جنوری، ۱۹۴۵، اِستنبول، ترکی) دور حاضر کے عالمِ دین ہیں۔ ۱۹۶۵ سے آج تک تقریباً ۳۰ کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ان کی کتابیں صوفی حکمت پر مبنی ہیں اور اسلام کو سائنسی اصولوں کے ذریعے بیان کرتی ہیں۔ ان کا یہ قایٔم یقین ہے کہ اللہ کا علم بدلے کی امید کے بغیر صحیح طریقے سے بانٹا نہیں جا سکتا، اور اسی وجہ سے انہوں نے اپنا تمام کام، جس میں کتابیں، مضامین، اور ویڈیوز شامل ہیں، اپنی ویب سائیٹ کے ذریعے مفت پیش کیا ہے۔ 1970 میں انہوں نے روح کے ارتقاء کے فن کا جائزہ لینا شروع کیا اور ان مضامین کو قرآنِ پاک میں موجود متوازی حوالہ جات سے منسلک کردیا (دھوئیں کے بغیر شعلے اور شعلوں سے چھید ڈالنا)۔ انہوں نے محسوس کیا کہ یہ حوالہ جات درحقیقت ہلکی توانائی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، جس نے انہیں ترکی میں اکسام اخبار کے صحافی کے طور پر کام کرتے ہوئے روح، جن، انسان لکھنے پر راغب کیا۔ ۱۹۸۵ میں شایٔع ہوا ان کا کام جس کا نام 'انسان کے اسرار (انسان و سرلاری)' ہے، حُلُوسی کا قرآن کے استعاروں سے بھرے پیغامات کو ڈی کوڈ کرنے کا پہلا قدم تھا۔ ۱۹۹۱ میں انہوں نے 'نماز اور زکر کی رہنمائی' شایٔع کی، جہاں وہ بتاتے ہیں کہ کیسے بعض دعاؤں اور کلمات کا اعادہ صفاتِ الٰہی کے معراج کا باعث بن سکتا ہے، جو کہ اضافی ذہنی صلاحیت کے ذریعے ہمارے جوہر میں موروثی ہیں. ۲۰۰9 میں انہوں نے اپنا آخری کام ' قرآن کی ڈیکوڈنگ، ایک منفرد صوفی تشریح' مکمل کِیا، جس میں معروف صوفی علماء عبدالکریم ال جیلانی، عبدالقادر گیلانی، محی الدین ابن العربی، امام ربانی، احمد عریف، امام غزالی، اور رازی کی تفہیمات شامل ہیں۔ وہ قرآن کے پیغامات تک 'ب' کی خفیہ کلید کے ذریعے پہنچے۔

صوفی اصطلاحات کی لغت

العدل:	وہ جو اپنے ہر ایک مظاہر کو ان کے تخلیقی پروگرام کی مطابقت میں واجب حق مہیا کرتا ہے۔ وہ جو ناانصافی یا ظلم سے بالکل آزاد ہے۔
العفو:	وہ جو تمام گناہوں کو معاف کرنے والا ہے سوائے 'دوہیت' (شرک) کے؛ غیر دوہرایت کی حقیقت کو پہچاننے میں ناکامی العفو نام کی تاثیر کو روکتی ہے۔
احد:	وجود کی مطلق وحدانیت۔
أحلل حقيقه:	حقیقت کے مباشرت۔
أہل التحقیق:	صداقت کے لوگ۔
الآخر:	لامحدود بعد والا، تمام تخلیق کیلئے۔
العلیم:	وہ جو اپنےعلم کے معیار کیساتھ، ہر جہت کے تمام پہلوؤں میں موجود ہر چیز کو لامحدود جانتا ہے۔
العلی:	اعلیٰ ترین (یا اولیٰ)۔ اعلیٰ وہ جو وجود کو حقیقت کے نقطہ نظر (جوہر) سے دیکھتا ہے۔

الله:	الله... ایسا نام... یہ اشارہ کرتا ہے الوہیہ کی طرف۔ الوہیہ دو حقیقتوں پر محیط ہے۔ ھو، جو جوہرِ مطلق کی نشاندہی کرتا ہے، اور لا محدود نکات کا دائرہ، جس میں ہر انفرادی نکتہ علم کا مشاہدہ علم سے کرنے پر بنتا ہے۔ مشاہدہ کا یہ عمل ایسا ہے کہ ہر ایک نقطہ ہر اسمِ حسنٰی کی انفرادی شناخت کی نشاندہی کرتا ہے۔
عقل الأول:	پہلی عقل؛ عالمگیر شعور کا پہلا انکشاف.
عقل القل:	عالمگیر عقل؛ عالمگیر شعور۔
عرش:	تخت۔ عالمگیر وسعت کی نشاندہی کرتا ہے، اگرچہ مادی دنیا کی سمجھ کے لحاظ سے نہیں.
اشرف المخلوق:	تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ باعزت
الاول:	وجود کی پہلی اور ابتدائی حالت، ضروری نام.
العزیز:	وہ جو اپنی ناقابل عزر داری طاقت سے جیسا وہ چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ وہ جس کی مرضی، جیسا وہ چاہے کرتا ہے، کوئی اسکی مخالفت نہیں کر سکتا۔ یہ نام، نام رب کے ساتھ متوازی طور پر کام کرتا

	ہے۔ رب کی صفت، وصفِ عزیز کے تقاضے انجام دیتی ہے۔
العظیم	شاندار جلال، کسی بھی افہام و تفہیم کی صلاحیت کے اظہار سے آگے
البدیع	بے مثال خوبصورتی ،خوبصورت مظہر پیدا کرنے والا! وہ جو بے شمار مظاہر پیدا کرتا ہے، تمام منفرد اور بلا شرکت خصوصیات کے ساتھ، اور بغیر کسی مثال، خاکے، یا نمونے وغیرہ کے
البائث	وہ جو مسلسل وجود کے نئے طول و عرض بدلتا رہتا ہے
الباسط	کھولنے والا اور پھیلانے والا؛ وہ جو جہتی اور گہرائی سے دیکھنے کے قابل بناتا ہے۔
البصیر	وہ جو مسلسل اس کے اظہار کا مشاہدہ کر رہا ہے اور ان کے نتائج کو جانچ رہا ہے۔
الباری	وہ جو تمام تخلیقات (مائیکرو سے میکرو تک) کو منفرد مگر یکتائی سے منسلک افعال اور خوبیوں کے ساتھ وضع کرتا ہے، جیسے جسم کے تمام مختلف اعضاء کے ہم آہنگ کام کرتے ہیں!

البر	وہ جو انفرادی مزاج اور فطری مزاج کی حقیقت کو آسان کرتا ہے۔
الباطن	قابلِ ادراک مظہر کے اندر ناقابلِ ادراک حقیقت! نامعلوم کا ذریعہ (اول، آخر، ظاہر، بطن، ھُو!)
الباقی	لازوال۔ وہ جو وقت کے تصور سے باہر موجود ہے۔
برزخ	درمیانی جہت
بأِزنِہِ	اللہ کے حکم سے؛ نام کی ساخت کی مناسبیت، اس کے جوہر پر مشتمل ہے۔
الدّار	وہ جو لوگوں کو مختلف پریشان کن حالات (بیماری، مصائب، مصیبت) سے دوچار کرتا ہے تاکہ وہ اسکی طرف متوجہ ہوں!
ذالفضل العظیم	بڑے فضل کا مالک
ذلجلالِ و لاِکرام	وہ جو لوگوں کو اِس حقیقت کو سمجھنے کے قابل بنا کر انہیں 'لا ہوت' کا تجربہ کراتا ہے کہ وہ 'کچھ' سے پیدا کیے گئے ہیں اور پھر انہیں ان کے جوہر پر مشتمل ناموں کے مظاہر کا مشاہدہ کرنے کی اجازت دے کر انہیں 'ابدیت' عطا کرتا ہے۔

ذُلقوّی المتین	پائیدار طاقت کا مالک۔
الرحمٰن الرحیم	وہ جو اپنے فضل سے اپنے ناموں کی لامحدود صفات کو ظاہر کرتا ہے۔
الفاتحہ	خود فتحی
الفتح	وہ جو افراد کے اندر وسعت پیدا کرتا ہے۔ وہ جو حقیقت کی پہچان اور مشاہدے کے قابل بناتا ہے، اور اس وجہ سے پیدا شدہ وجود میں کوئی کوتاہی، نقص یا غلطی نہیں ہے۔ وہ جو کسی کے نقطہ نظر اور سرگرمی کو وسعت دیتا ہے، اور ان کے صحیح استعمال کو قابل بناتا ہے۔ وہ جو غیر تسلیم شدہ (نگرانی) کی شناخت اور استعمال کو قابل بناتا ہے۔
فُاض	دل - دل کے عصبی خلیہ - دماغ میں ناموں کے عکاس۔
فُرقان	صحیح اور غلط میں فرق کرنے کی صلاحیت اور علم۔ وہ معیار جس سے حق کو باطل سے الگ کیا جا سکتا ہے۔
جبرائیل	اللہ کے علم کا انکشاف۔
الغفار	وہ جو طاقت یا حکمتِ الٰہی کے تقاضے کے طور پر، ان لوگوں کی کمیوں کو 'چھپاتا' ہے جو اپنی خامیوں کو پہچانتے ہیں

اور ان کے نتائج سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ معاف کرنے والا

الغفور	وہ جس کی رحمت پر کبھی شک نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی چھوڑنا چاہیے۔ وہ جو ضروری پاکی کے قابل بناتا ہے اور رحیم نام کو برکت دینے کے لیے متحرک کرتا ہے۔
الغنی	وہ جو اپنے ناموں کے ظہور سے مخاتب اور محدود ہونے سے ماورا ہے، جیسا کہ وہ عظیم (اکبر) ہے اور تمام تصورات سے ماورا ہے۔ وہ جو اپنے ناموں سے لامحدود وسیع ہے۔
الخَبِر	وہ جو ہر وقت اپنے ناموں کے ظہور سے واقف ہے۔ وہ جو اپنے مظاہر کو ان کے نتائج کے ذریعے ان کے فہم کی سطح کو جاننے کی اجازت دیتا ہے۔
الهادی	سچائی کی طرف رہنما۔ وہ جو لوگوں کو ان کی حقیقت کے مطابق زندگی گزارنے دیتا ہے۔ سچائی کا بیان کرنے والا۔ حقیقت کی رہنمائی۔
الحفیظ	وہ جو وجود کو برقرار رکھتا ہے اور برقرار رکھنے کے تمام تقاضے فراہم کرتا ہے۔

الحاکم	وہ مطلق جج جس کا فیصلہ (فیصلہ) ناقابل تلافی لاگو ہوتا ہے۔
الحکیم	وہ جس کے علم کی طاقت 'اسباب' کی آڑ میں ظاہر ہوتی ہے، اس لیے وجوہات پیدا کرتی ہے اور کثرت کے ادراک کی طرف لے جاتی ہے۔
الحلیم	وہ جو واقعات پر اچانک ردعمل دینے سے گریز کرتا ہے، بلکہ تمام حالات کا ان کے ظہور کے مقصد کے حوالے سے جائزہ لیتا ہے۔
حمد	اس کے ناموں کے ساتھ تخلیق کردہ جسمانی دنیاؤں کی تشخیص، جیسا کہ وہ چاہتا ہے۔
الحمید	وہ جو اپنے اسم الولیٰ سے ظاہر ہونے والی دنیاوی صورتوں پر اس کے آفاقی کمال کا مشاہدہ اور جائزہ لیتا ہے۔
الحق	مطلق اور غیر واضح حقیقت! مظہر میں ہر فعل کا ماخذ اور جوہر!
الحسیب	وہ جو 'نتیجہ' کے میکانکس کے ذریعہ ان کے طرز عمل کی پیداوار کے حساب سے انفرادیت کو برقرار رکھتا ہے۔

الحیی	اسماء کا ذریعہ! وہ جو اسماء گرامی کو زندگی بخشتا ہے اور ان کو ظاہر کرتا ہے۔ آفاقی توانائی کا منبع، توانائی کا جوہر!
ھُو	خواہ وحی کے ذریعے ہو یا شعور کے ذریعے، ھُو ہر چیز کی حقیقت کا باطنی جوہر ہے جسے سمجھا جاتا ہے۔۔۔ اس حد تک کہ اکبری کے عکس کے طور پر، پہلے خوف پھر عدم کا تجربہ ہوتا ہے اور اس طرح، ہو کی حقیقت کبھی حاصل نہیں ہو سکتی! نگاہ ھُو تک نہیں پہنچ سکتی! ھُو مطلق مبہم اور ناقابل فہمی کی نشاندہی کرتا ہے! حقیقت کے طور پر، قرآن میں اللہ سمیت تمام ناموں کا ذکر ھُو کے حوالے سے ہوا ہے!
ہُدا	رہنمائی؛ کسی کی ضروری حقیقت کو سمجھنے کے قابل بنانا
انداللہ	اللہ کی طرف سے؛ وہ قوتیں جو اللہ کے اسماء سے شعور کی طرف جہتی ظہور کے ذریعے آشکار ہوتی ہیں جو کسی کے جوہر پر مشتمل ہیں۔
انسان الکامل	کامل آدمی
اسراء	رات کو روحانی اور جہتی سفر

الجبار	وہ جس کی مرضی زورآور ہے۔ مادی دنیا (پیدا ہوا وجود) اس کے مطالبات کی تعمیل کرنے پر مجبور ہیں! انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ ’جبر‘ (مجبوری) خوبی لامحالہ اپنے آپ کو ظاہر کرے گی اور مخلوقات کے جوہر کے ذریعے اپنے قوانین کا اطلاق کرے گی۔
الجلیل	وہ جو اپنی شاندار جامعیت اور کمالات کے ساتھ عالمِ اعمال کا سلطان ہے۔
الجامع	وہ جو اپنے علم میں ایک کثیر جہتی واحد فریم کے طور پر پورے وجود کا مشاہدہ کرتا ہے۔ وہ جو مخلوق کو ان کی تخلیق کے مقصد اور فعل کے مطابق جمع کرتا ہے۔
الکبیر	اس نے اپنے ناموں کے ساتھ جو جہان بنائے ہیں ان کی وسعت ناقابل فہم ہے۔
کشف النورانی	روشن خیال دریافت
کشف لظلمانی	مصائب کے ذریعے سے پاک ہونا۔
الکریم	بے حد فیاض اور فضل کرنے والا جو اس کے وجود کا انکار کرنے والوں پر بھی اپنا فضل کرتا ہے۔ (اقرا) پڑھنے کی صلاحیت صرف اس اسم کے

فعال ہونے سے ہی ممکن ہے، جو ہر فرد کے جوہر میں موجود ہے۔

الخافض	ذلیل کرنے والا۔ وہ جو وجود کی ایسی حالت کو قابل بناتا ہے جو حقیقت سے بہت دور ہے۔ "اسفلی صفلین" (وجود کی نچلی حالت) کا خالق۔ حقیقت کو چھپانے کے لیے 'کثیریت' کے نظریہ والا
الخالق	ایک مطلق خالق! وہ جو اپنے ناموں کے ساتھ افراد کو عدم سے وجود میں لاتا ہے! الخالق جو کچھ بھی تخلیق کرتا ہے اس کا ایک مقصد پورا ہوتا ہے اور اس منفرد مقصد کے مطابق ایک فطری رجحان اور کردار ہوتا ہے۔ اس لیے کہا گیا ہے: "خود کو اللہ کے کردار سے متصف بناؤ" (تہلّکُو بِاَخْلَۃٌ) کا مطلب ہے: اس آگاہی کے مطابق زندگی بسر کرو کہ تم اللہ کے ناموں کی ساختی خصوصیات پر مشتمل ہو!
کتاب المبین	واضح کتاب۔
کُرسی	تخت – اسماءِ گرامی کی حقیقت کی حق کاری اور غلبہ۔
لدن	کسی کے اصل پر مشتمل اسماء کی صلاحیت۔

اللطیف	وہ جو ہر مظہر کی گہرائیوں میں لطیف طور پر موجود ہے۔ وہ جس کی نعمتیں بہت زیادہ ہیں۔
المالک الملک	وہ جو اپنی حاکمیت پر جس طرح چاہے حکومت کرتا ہے بغیر کسی فرد کو حساب دئیے۔
محشر	اجتماع کی جگہ۔
مائیت	وجود کی اکائی۔
المجید	وہ جس کی شان و شوکت اس کے شاندار مظاہر سے واضح ہوتی ہے!
الماجد	عظیم اور شان والا؛ غیر محدود، لا محدود سخاوت اور عطا کے ساتھ۔
مالا الاعلٰی	مجلسِ اعلٰی
المالک	وہ بادشاہ جو اپنے ناموں کو جیسا چاہتا ہے ظاہر کرتا ہے اور اعمال کی دنیا میں جس طرح چاہتا ہے ان پر حکومت کرتا ہے۔ وہ جو ہر چیز پر قادر ہے۔
المانع	وہ جو ان چیزوں کو حاصل کرنے سے روکتا ہے جس کا فرد مستحق نہیں۔

مانا	اللہ کے ناموں میں طاقت کی قوت آپ کے جوہر پر مشتمل ہے۔
معارفت	غناسطیت
المتین	اعمال کی دنیا کو برقرار رکھنے والا، ثابت قدم، مضبوطی اور استحکام کا خالق، قوت اور مزاحمت فراہم کرنے والا!
مولٰی	محافظ
میکائیل	وہ قوت جو جسمانی اور روحانی دونوں رزق کے حصول کی رہنمائی کرتی ہے اور اسکے قابل بناتی ہے۔
المؤخر	وہ جو اپنے اسم الحکیم کے ساتھ ظہور میں تاخیر کرتا ہے۔
المبدی	وہ ذات جو تمام مخلوقات کو مادی دنیا میں پیدا کرتا ہے، تمام خصوصی اور منفرد خصوصیات کے ساتھ۔
المُذل	
المغنی	وہ جو لوگوں کو مالا مال کرتا ہے اور انہیں دولت میں دوسروں پر بلند کرتا ہے اور انہیں آزاد کرتا ہے۔ وہ جو اپنی دولت سے مالا مال کرتا ہے۔ وہ جو لامحدودیت (بقا) کی

خوبصورتی عطا کرتا ہے جس کا نتیجہ "فَکر" (لاہوت) ہے۔

المهئمن	وہ جو اپنے نظام کے ساتھ اپنے ناموں کے اظہار کو برقرار رکھتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ المهیمن (امانت کی) نگرانی اور حفاظت کرنے والے کو بھی نامزد کرتا ہے۔
المحصی	'قسموں' (مایئکرو سے میکرو) کا خالق جو کہ اکائی کے اندر بظاہر متعدد خصوصیات پر مشتمل ہے، ہر ایک منفرد خصوصیات اور صفات سے آراستہ ہے۔
المحیی	وہ جو زندہ کرتا ہے اور روشن کرتا ہے! وہ جو علم کے استعمال اور کسی کی لازم حقیقت کے مشاہدے کے ذریعے انسان کی زندگی کو جاری رکھنے کے قابل بناتا ہے۔
المُعید	وہ جو اپنے اصل کی طرف لوٹنے والوں کو زندگی بحال کرتا ہے۔
المُعیز	عزت دینے والا۔ وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور دوسروں پر برتری دیتا ہے۔
المُجیب	جو اس کی طرف متوجہ ہونے والے تمام لوگوں کو بلا جھجک

	جواب دیتا ہے اور ان کی ضروریات پوری کرتا ہے۔
المُؤمن	وہ جو اس شعور کے قابل بناتا ہے کہ وہ زاتِ باری اپنے ناموں کے احترام سے ادراک سے بالاتر ہے۔ یہ شعور ہم پر 'ایمان' کے طور پر ظاہر کی جاتی ہے۔ تمام مومنین، بشمول رسولوں اور فرشتوں، کا ایمان اس شعور پر ہے جو ذہن کو وہم کی غلامی سے آزاد کرتا ہے۔ اگرچہ وہم، جو موازنہ پر کام کرتا ہے، دماغ کو روک سکتا ہے، وہ ایمان کے سامنے بے اختیار اور بے اثر ہو جاتا ہے۔
مقربون	وہ لوگ جنہوں نے قرب الٰہی کی کیفیت حاصل کی۔
المتقیم	وہ جو لوگوں کو ان کے اعمال کے نتائج سے زندہ کرتا ہے جو ان کے اصل کو سمجھنے میں رکاوٹ ہیں۔
المتکبر	وہ جس سے لفظ 'میں' خصوصی طور پر تعلق رکھتا ہے۔ مطلق 'میں' صرف اسی کی ہے۔ جو کوئی بھی لفظ 'میں' کے ساتھ اس مطلق 'میں' کے کسی حصے کو اپنے لیے تسلیم کرتا ہے، اس طرح اپنے جوہر پر مشتمل 'میں' کو چھپاتا ہے اور اپنے منسلک 'میں' کو مضبوط کرتا ہے، وہ اس کا

نتیجہ 'جلنے' (تکلیف) کے ساتھ ادا کرے گا۔ عظمت (مکمل 'میں') صرف اس کی صفت ہے۔

المصور	شکلوں کے نقوش بنانے والا۔ وہ جو 'معنی' کو 'شکل' کے طور پر ظاہر کرتا ہے اور ان کو سمجھنے کے لیے ادراک میں طریقہ کار وضع کرتا ہے۔
المقیت	وہ جو اسم الحفیظ کے لیے ضروری مادی اور روحانی بنیاد مہیا کر کے اس کے اظہار کی سہولت فراہم کرتا ہے۔
المقدم	وہ جو تخلیق کے مقصد کے مطابق ناموں کے ظہور کو تیز کرتا ہے (یا ترجیح دیتا ہے)۔
المقسط	وہ جو اپنے الوہیت کے تقاضے کے طور پر ہر فرد کو ان کے منفرد تخلیقی مقصد کی بنیاد پر اس کا حق ادا کر کے انصاف کا اطلاق کرتا ہے۔
المقتدر	تعین کرنے والا۔ تخلیق، حکمرانی، اور طرز عمل سے متعلق تمام طاقت کا مالکِ مطلق۔
المتعٰلی	لامحدود، بےحد اعلٰی، جس کی بالادستی ہر چیز پر محیط ہے! وہ جس کی حقیقت کبھی بھی کسی تخلیق شدہ، تصوراتی

وجود سے صحیح طور پر منعکس نہیں ہو سکتی۔ وہ جو کسی بھی ذہن یا عقل سے محدود ہونے سے بالاتر ہے۔

مُتَّقین	جو اپنی لازم حقیقت کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔
النّافع	وہ جو لوگوں کو اچھے خیالات اور اعمال میں مشغول ہونے کی ترغیب دیتا ہے تاکہ ان کو فائدہ مند اور اچھے نتائج کی طرف مدد ملے۔
نفس	زات، انفرادی شعور۔ نفسِ عمارہ: نفس کو بھڑکانے والا۔ نفس لوامہ: خود پر الزام لگانے والا خود نفسِ ملیمہ: الہامی نفس۔ نفس مطمئنہ: پرامن نفس۔ نفسِ رادھیہ: راضی نفس۔ نفسِ مرثیہ: خود کو خوش کرنے والا۔ نفس صفیہ: پاک نفس۔
نام، اسم،اسماء	اسماءِ الٰہی – وجود پر مشتمل ساختی اور مرکباتی خصوصیات۔
نبوت	لوگوں کو اللہ کے نظام کے ضروری سرگرمیوں کو پڑھنے اور لاگو کرنے کے قابل بنانے کا کام۔

النّور
وہ علم جو ہر چیز کا سرچشمہ اور جوہر ہے! ہر چیز کا جوہر نور ہے۔ ہر چیز علم پر مشتمل ہے۔ زندگی علم سے چلتی ہے۔ جن کے پاس علم ہے وہ ہمیشہ زندہ رہنے والے (حیی) ہیں اور جن کے پاس علم نہیں وہ زندہ مردہ ہیں۔

القابض
وہ جو کسی انسان کے نام کی حقیقت کے اثر کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے فیصلے پر عمل کرتا ہے۔ وہ جو دستبرداری کو روکتا اور نافذ کرتا ہے۔

القادر
وہ جو بناتا ہے (ظاہر کرتا ہے) اور اس کے علم کا مشاہدہ اپنی قدرت کے ساتھ بغیر سبب کے کرتا ہے۔ وہ جو بالکل لامحدود ہے!

القھار
وہ جو اپنے اسم 'واحد' کے اثرات کو عملی جامہ پہناتا ہے اور نسبتی 'میں' کے وجود کو باطل کر دیتا ہے۔

القیوم
وہ جو کسی چیز کی ضرورت کے بغیر اپنے آپ کو اپنی صفات کے ساتھ وجود بخشتا ہے۔ وجود میں موجود ہر چیز القیوم کے ساتھ قائم ہے۔

القوّی
وہ جو اپنی طاقت کو وجود کے ظہور کے قابل بنانے والی

صلاحیت میں بدل دیتا ہے (اس لیے پورے وجود کی قوت پر مشتمل ہے)۔

القدوس	وہ جو آزاد ہے اور اپنی ظاہری صفات اور تصورات سے متعین، مشروط اور محدود ہے! اگرچہ پیدا شدہ وجود اس کے ناموں کا انکشاف ہے، وہ خالص اور ان کے ذریعے محدود اور متعین ہونے سے ماورا ہے!
قربیت	قرب الٰہی کی حالت
رب	نام کی ساخت/ خصوصیاتِ الٰہی جو کسی کے جوہر پر مشتمل ہیں۔
الرّافع	بلند کرنے والا۔ وہ جو باشعور مخلوقات کو وجود کی اعلیٰ حالتوں تک پہنچاتا ہے؛ ان کی لازم حقیقت کا ادراک اور مشاہدہ کرنے کے لیے۔
الرّحمٰن	الرحمٰن اس کے علم میں اللہ کے ناموں کے ساتھ ہر ذرہ کے جوہر کے مادّہ ہونے کو کہتے ہیں۔ جدید اصطلاحات میں، یہ کوانٹم پوٹینشل کو نامزد کرتا ہے۔ یہ پوری تخلیق کے منبع کی صلاحیت ہے۔ یہ ناموں کی جہت کا نام ہے! تمام چیزیں اس نام سے ظاہر ہونے والی صفات کے ساتھ علم اور مرضی کی

سطح پر اپنا وجود حاصل کرتی ہیں۔

رحمٰنیت — لامحدود استعداد

الرّحیم — الرحیم وہ اسم ہے جو الرحمٰن کی لامحدود خصوصیات کو وجود میں لاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ اپنی صلاحیت کا 'مشاہدہ' ہے۔ الرحیم اپنے آپ کا وجود کی حالتوں کے ذریعے مشاہدہ کرتا ہے، باشعور انسانوں کو اس آگہی کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ ان کی زندگی اور ان کی ضروری حقیقت ناموں پر مشتمل ہے اور ان پر حکومت کی جاتی ہے۔

الرّقیب — وہ جو ہر وقت اپنے اسماء کے ساتھ اپنے اسماء کے ظہور پر نظر رکھتا اور قابو میں رکھتا ہے۔

الرّشید — راہ راست پر لانے والا۔ وہ جو اپنی لازم حقیقت کو پہچاننے والے افراد کو اس پہچان کی پختگی کا تجربہ کرنے دیتا ہے!

رسول — وہ جس کے ذریعے حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے - اللہ کے علم کا بیان۔

الرّوف — رحم کرنے والا اور ہمدرد جو ان لوگوں کی حفاظت کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتے

	ہیں، ہر اس رویے سے جو ان کے لیے نقصان یا پریشانی کا باعث بن سکتے ہیں۔
الرّزاق	وہ جو مظہر کی کسی بھی اکائی کی بقا کے لیے تمام ضروری غذائیت فراہم کرتا ہے، اس کے وجود کے حالت سے بالاتر ہو کر۔
ربوبیت	ساختی خصوصیات جو وجود پر مشتمل ناموں سے ظاہر ہوتی ہیں۔
روح الٰعظم	عظیم روح؛ مشاہدہ کرنے والا
السّلام	شرائِط سے نجات کی حالت
الصّبور	وہ جو ہر فرد کا انتظار کرتا ہے کہ وہ اپنے اعمال کے نتائج کو موثر بنانے سے پہلے اپنے تخلیقی مقصد کو عملی جامہ پہنائے۔ ظالم کے ظلم کو ہونے دینا، یعنی صبور کے نام کو فعال کرنا، تاکہ ظالم اور مظلوم دونوں اپنے انجام کے بھرپور سامنے سے پہلے اپنے عمل مؤثر طور پر انجام دے سکیں۔ بڑی آفت، بڑا ظلم پیدا کرتی ہے۔
الصّمد	بالکل خود کفیل اور مکمل۔
السّمیع	وہ جو ہر موقع پر اپنے ظاہر کو محسوس کراتا ہے۔ وہ جو

	بیداری اور فہم کے قابل بناتا ہے۔
سیر العافاقی	آفاقی حقائق کی پہچان
سیر الانفُسی	انفرادی حقائق کی پہچان یا باطنی سفر کا راستہ
شدید العقاب	کسی جرم کے نتیجے کو نافذ کرنے میں سخت
الشّاھد	وہ جو اپنے وجود سے اپنے وجود کا گواہ ہے۔ وہ جو اس کے ناموں کے ظہور کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کے ظہور کا گواہ ہے۔
الشّکور	وہ جو اپنی نعمتوں کے صحیح استعمال کی اجازت دیتا ہے تاکہ وہ ان میں اضافہ کرے۔ وہ جو وسائل کی مناسب تشخیص کے قابل بناتا ہے تاکہ زیادہ حاصل کیا جاسکے۔ یہ نام الکریم نام کو متحرک کرتا ہے۔
شرک	دوہرایت ۔ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کا الگ وجود تسلیم کرنے کی حالت۔
سبحان	وہ جو اپنے کسی بھی مظہر سے محدود یا مشروط ہونے سے بالاتر ہے۔
سنتُ اللہ	اللہ کے نظام کی پیچیدگیاں۔

تنزِیح	الٰہی کی لاجوابیت
تقوٰی	اللہ کی راہ میں اپنے آپ کو اپنی شناخت کی کمیوں سے بچانا۔
تسبیح	تعریف، سربلندی - اس کے ذریعے اپنے وجود کو جاری رکھنے کے لیے۔
تشبیح	الہی کی مماثلت / موازنہ۔
التّوبہ	وہ جو لوگوں کو حقیقت کا ادراک کرنے اور سمجھنے کے قابل بنا کر ان کے اصل کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ وہ جو لوگوں کو توبہ کرنے کی اجازت دیتا ہے، یعنی ان کے غلط کاموں کو چھوڑنے اور کسی بھی نقصان کی تلافی کرنے کی جو اس کی وجہ سے ہو سکتی ہے۔ اس نام کے فعال ہونے سے نام رحیم پیدا ہوتا ہے، اور اس طرح احسان اور خوبصورتی کا تجربہ ہوتا ہے۔
عکسِ الٰہی	پوشیدہ - صفات کی عکاسی. راز - ناموں کی عکاسی۔ روح - فواد: ناموں کے عکاس۔ دل - شعور۔ خود - شناخت - انفرادی شعور
عبودیت	اپنے مخصوص فعل اور تخلیق کے مقصد کو پورا کرنے

	کیلئے 'خودی' یا انفرادی شعور کی بندگی۔
اولالباب	حقیقت کے مباشرت جن کے ذریعے اللہ سنتا، دیکھتا، اور بولتا ہے۔
الوہاب	وہ جو عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے تحاشا دیتا ہے، مستحقیت سے بےنیاز۔
الواحد	واحد و اکیلا! 'وحدت' جو دوسرات کے کسی بھی تصور سے بہت آگے ہے۔ ایک، جو حصوں (جنہیں توڑا جا سکے) پر مشتمل نہیں ہے (جیسا کہ بت پرستی میں ہوتا ہے)۔ وہ 'وحدت'، جو دوہرے پن کو متروک کرتی ہے! وہ 'وحدت'، جس کا کوئی عقل یا ذہن پوری طرح سے ادراک نہیں کر سکتا۔
الوکیل	وہ جو خود کو حاصل کرنے کا ذریعہ فراہم کرتا ہے۔ وہ جو ان لوگوں کی حمایت اور حفاظت کرتا ہے جو اس پر بھروسہ کرتے ہیں، انہیں بہترین نتائج فراہم کرتے ہیں۔
الوالی	وہ جو اپنے فیصلے کے مطابق حکومت کرتا ہے۔
وجح	وجودِ الٰہی

الوسیع	سب کو گلے لگانے والا۔ وہ جو اپنے ناموں کے اظہار کے ساتھ پورے وجود کو سمیٹے ہوئے ہے۔
نائب	باشعور مخلوق جو ناموں کی آگاہی کے ساتھ زندہ رہیں گے۔
الودود	کشش پیدا کرنے والا۔ غیر مشروط اور بلاجواز محبت کا خالق۔ ہر محبوب کے اندر کا جوہر!
الواجد	وہ جس کی خوبیں اور صفات بے شمار ہیں۔ ظاہر کرنے والا۔ وہ ذات جس سے اپنے مظاہر کی کثرت کے باوجود کوئی چیز کم نہیں ہوتی۔
الولیّ	وہ جو ایک فرد کو اس کی حقیقت دریافت کرنے کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کے اصل کے مطابق زندگی گزارنے کے قابل بناتا ہے۔ یہ رسالت (اللہ کے علم کی شخصیت) اور نبوت کا ذریعہ ہے، جو ولایت کی اعلیٰ حالتوں پر مشتمل ہے۔ یہ صفاتِ کامل کا بھیجنے والا ہے جس میں اعلیٰ مقامِ اولیاء، رسالت اور اس سے نیچے کی حالتِ نبوّت ہے۔
ولی	دوست، سرپرست/محافظ

الوارث	وہ جو مختلف ناموں اور شکلوں سے ظاہر ہوتا ہے تاکہ ان لوگوں کے املاک کے ورث و حفاظت کرے جو حقیقی تبدیلی سے گزرنے کے لئے اپنی تمام چیزیں چھوڑ دیتے ہیں۔ جب ایک صورت ختم ہو جاتی ہے تو وہ دوسری صورت کے ساتھ اپنے وجود کو جاری رکھتا ہے۔
یقین	یقین کی حالت؛ ایک مکمل فہم کے نتیجے میں مکمل طور پر جھکنا ا۔ علم یقین ب۔ عین الیقین ج۔ حق الیقین
الظّاہر	خود شاہد، واضح، غیر واضح اور قابل ادراک مظہر۔
زوج	جبکہ اس کا سب سے عام استعمال 'شریک حیات' کے معنی میں ہے، یہ شعور کے تناظر میں بھی استعمال کیا گیا ہے، اس کا مطلب شریک یا شعور کے مساوی ہے۔